تذکرۂ ریاضِ الفردوس

تالیف

محمد حسین خان

ترتیب و حواشی

مرتضیٰ حسین فاضل

شیخ مبارک علی ناشر و تاجرِ کتب
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

سلسلہ اشاعت	- - - - ..
اشاعت اول	.. .. - اپریل ۱۹۶۸ء
ناشر	- - - - احمد علی شیخ (مالک و مہتمم ادارہ)
مطبع	- - - - علمی پریس لاہور
با اہتمام	- - - - شیخ نیاز احمد صاحب
تعداد	- - - - ایکہزار (۱۰۰۰)
قیمت	- - - - ۴/۵۰ صرف

جناب شیخ مُبارک علی صاحب دامت ظلّہ
کے نام

فہرست

مصادر

۱۔ خمخانۂ جاوید طبع اوّل تین جلدیں از لالہ سری رام دہلوی ۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۷ء

۲۔ دستور الفصاحت طبع ۱۹۴۳ء رام پور۔ احمد علی یکتا و امتیاز علی خاں عرشی

۳۔ قاموس المشاہیر طبع نظامی پریس بدایوں طبع اوّل از نظامی بدایونی

۴۔ مجموعۂ نغز طبع پنجاب یونیورسٹی طبع اوّل از قدرت اللہ قاسم و محمود شیرانی

۵۔ ترجمہ گلشن بے خار۔ نفیس اکیڈمی کراچی طبع اوّل از شیفتہ،
ترجمہ مطلب حسین صاحب بی۔اے، نظر ثانی و اضافہ سنین وفات
مرتضیٰ حسین فاضل،

۶۔ آب حیات طبع دوازدہم، مبارک علی لاہور از محمد حسین آزاد

۷۔ تذکرۂ نادر، سنہ ۱۸۵۵ء لکھنؤ از کلب حسین خاں و مسعود حسن ادیب

۸۔ تلامذۂ غالب طبع اول مکتبہ جامعہ دہلی از مالک رام

۹۔ تذکرہ یورپین شعرائے اردو ۱۹۴۴ء حیدر آباد دکن از محمد سردار علی

۱۰۔ تذکرہ مرثیہ گویان، قلمی تالیف مرتضیٰ حسین فاضل

۱۱۔ گلستان سخن۔ مجلس ترقی ادب لاہور از قادر بخش صابر و خلیل الرحمٰن داؤدی

۱۲۔ مخزن نکات۔ مجلس ترقی ادب لاہور از قائم چاندپوری و ڈاکٹر اقتدا حسن

۱۳۔ کلیات قائم۔ مجلس ترقی ادب لاہور از " " " " "

۱۴۔ بہارستان ناز۔ " " " از رنج میرٹھی الرحمٰن خلیل الرحمٰن داؤدی "

۱۵۔ تذکرہ شعرائے اردو۔ انجمن ترقی اردو ہند۔ ۱۹۴۰ء میر حسن و حبیب الرحمٰن خاں

۱۶ - تذکرہ ہندی - انجمن ترقی اُردو ہند ۱۹۳۳ء مصحفی و عبدالحق

۱۷ - جواہر سخن : ہندستانی اکیڈمی الہ آباد ۱۹۳۳ء بعد محمد مبین چریا کوٹی اور ساکھی

۱۸ - مجمع الاشعار : شگوفہ گلزار اودھ لکھنؤ ۱۸۸۵ء محمد حسین و ابراہیم

۱۹ - مومن : مجلس ترقی اُردو لاہور - کلب علی خاں فائق

۲۰ - تاریخ ادب اُردو طبع شیخ مبارک علی لاہور ۱۹۶۶ء محمد عسکری و مرتضیٰ حسین فاضل

باسمہٖ سبحانہٗ

پہلی نظر

ریاض الفردوس، محمد حسین خاں شاہجہان پوری کی ایک دلچسپ تالیف ہے۔ جسے اگر کشکول کہا جائے تو مناسب ہوگا۔ ترتیب کی صورت یہ ہے کہ مؤلف نے اسے تین حصّوں یا تین مقالوں پر تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصّہ عربی میں ہے۔ دوسرا فارسی اور تیسرا اُردو میں۔

عربی مقالہ تین سو تیرہ صفحات پر مشتمل ہے جس میں منظومات۔ تذکرۂ علماء و عرفاء و شعراء۔ مکاتیب کے علاوہ علمِ خط، صرف و نحو، معانی و بیان و بدیع، عقائد و فقہ، حدیث و تفسیر وغیرہ پر مختصر نوٹ ہیں ـــــ فارسی مقالہ نئی لوح اور سرورق سے شروع ہوتا ہے۔ جس کے باب اوّل میں نظم، باب ثانی میں نثر ہے۔ باب اوّل کی پہلی فصل میں منظومات اور پانچویں فصل "در تذکرۂ شعرائے متقدمین و متاخرین" ہے۔ اس کے علاوہ نثر میں مکاتیب، حکایات وغیرہ ہیں۔ یہ حصّہ دو سو چوالیس صفحات پر ختم ہوتا ہے۔

تیسرا مقالہ نئے صفحے سے شروع ہوتا ہے۔ مؤلف نے حمد و نعت کے بعد لکھا ہے:

> "ہرگاہ تالیف مقالتین اولیین اعنی عربیہ اور فارسیہ
> کی باحسن وجوہ انجام کو پہنچی، حسب وعدہ کمر ہمت

میاں جان پر حسبِ باندھ کر سرگرمِ ترتیب و تسویدِ مقالۂ ثالثہ زبان اُردو کی، کہ مملو بہ نظمہائے آبدار و سخنہائے شیریں بنثر ہائے نثریٔ نثار ہوا۔ اور یہ مقالہ بھی موافق ترتیب ماتقدم کے مشتمل ہے دو باب پر۔ اوّل میں نظم اور دوسرے میں نثر بطور تاریخ و جغرافیہ کے مندرج ہوا۔ تاکہ یہ بھی مثل مقالتین سابقتین کے مکمل ہو جاوے"۔

مختصر سی تمہید کے ختم ہوتے ہی کرامت علی شہیدی کے حمدیہ قصیدہ سے حصۂ منظومات کا آغاز ہوتا ہے۔ قصائد، ترجیع بند، مخمس وغیرہ کے بعد صفحہ ۹۴ سے تیسری فصل شروع ہوتی ہے۔ اس میں ـــ غزلیات، قطعات اور رباعیات ہیں۔ چوتھی فصل ہزلیات و شہر آشوب پر مشتمل ہے اور پانچویں فصل "تذکرۂ شعراء متقدمین و متاخرین میں" ہے۔ اِسی فصل کو میں نے ـــ تذکرہ ریاض الفردوس کے نام سے مرتب کیا ہے۔

تذکرۂ ریاض الفردوس کا مواد :

ریاض الفردوس میں تقریباً دوسو انتالیس (۲۳۹) شعراء کے نام، تخلص اور اساتذہ کا ذکر ہے۔ پھر ہر شاعر کا صرف ایک ایک شعر ہے۔ میرا خیال ہے کہ مؤلف نے نواب مصطفٰے خاں شیفتہ کا تذکرہ "گلشن بے خار" مطبوعہ ۱۸۳۶ء سامنے رکھ کر اس کا اُردو خلاصہ لکھ لیا ہے۔ گلشن بے خار میں تقریباً چھ سو چالیس شعراء کا ذکر ہے ـــ ریاض الفردوس میں یہ عدد گھٹ کر دو سو بیس (۲۲۰) رہ گیا ہے۔ اس میں اُنیس شاعروں کا اضافہ کر دیا گیا۔

تذکرہ نگاروں کے عام دستور کے مطابق محمد حسین خاں نے سنینِ وفات کا بالکل ذکر نہیں کیا معاصر شعراء کے بارے میں بھی کوئی ایسا اشارہ موجود نہیں جس سے یہ

اندازہ کیا جاسکے کہ وہ تذکرہ لکھتے وقت زندہ تھے یا وفات پاچکے تھے۔
شعراء کے سلسلوں میں پابندی کے ساتھ اساتذہ کا بھی ذکر نہیں ہے۔ اوّل تو
ہر شاعر کا صرف ایک ہی شعر لکھا ہے۔ پھر وہ شعر بھی کوئی نادر د نایاب نہیں۔
میرے خیال میں اس تذکرے میں صرف دو خوبیاں ہیں۔ ایک تاریخی دوسری فنی۔
تاریخی خوبی ــــ مشہور اساتذہ کی پسندیدگی کے بارے میں ایک پڑھے لکھے آدمی نے
اُنیسویں صدی کے نصف آخر میں صاد کیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اُردو میں ایک
تذکرہ کا اضافہ ہوا ہے ــــــــــــــــ دوسری بات یہ ہے کہ بعض شاعروں
کے بارے میں گلشن بے خار سے نمایاں اختلاف ہے۔ مثلاً:
طالب کے بارے میں شیفتہ کہتے ہیں کہ:
"نام حافظ طالب" تھا اور شعر ہے:

چیر سینے کو، ترتح کیجے دل دلگیر کو
یہی دو جاگہ ہیں اور کیا کھا گیا میں تیر کو

ریاض الفردوس میں ہے۔
"تخلص حافظ شبراتی" ـــ اور شعر ہے:

اشک اُمڈا ہے مرا ابر سے کہہ دو کوئی
آبرو دریا ہے تو ہٹ کر مرے گھر سے برسے

اسی طرح فدوی کا تذکرہ بظاہر گلشن بے خار کے بجائے مجموعۂ نغز سے ماخوذ ہے۔
فنی نقطۂ نظر سے ــــ ریاض الفردوس کا تذکرہ گلشن بے خار کا ترجمہ د خلاصہ
ہونے کی وجہ سے ہماری توجہ کا مرکز بن سکتا ہے۔ نیز گلشن بے خار کے منتخب اشعار
پر ایک اور صاحبِ ذوق کی نظر کا انتخاب بہت سے اشعار کی قیمت متعین کرنے
میں مدد دیتا ہے۔

زیرِ نظر تذکرہ کی ترتیب:

میں نے محسوس کیا کہ محمد حسین خاں کا یہ کام تذکرہ نویسی[1] کی تاریخ کے علم میں نہیں ہے۔ حالانکہ اس میں دس بارہ ایسے شاعروں کا ذکر ہے جو محمد حسین خاں نے شاہجہانپور، بدایوں، بریلی وغیرہ سے چُنے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی نادر غزلیں بھی جمع کی ہیں۔ ان غزلوں میں یقیناً ایسی غزلیں بھی ہیں جن کا دوسری جگہ دستیاب ہونا مشکل تھا۔ اس لیے حصّہ انتخاب غزلیات سے غزلوں کو لے کر قیاسی یا یقینی طور پر متعلقہ شاعر کے ساتھ لکھ لیا۔ ان غزلوں کے علاوہ ایک سرسری کوشش سے بعض شاعروں کے سنینِ وفات بھی لکھ دیے۔ اس سے زیادہ کام کی ضرورت اس لیے محسوس نہیں ہوتی کہ متن بہت تشنہ ہے۔ اگر مفصل کام بھی کیا جاتا تو مبسوط تذکروں کے مقابلے میں اس کی کوئی اہمیت نہ ہوتی۔

کتاب ریاض الفردوس، ربیع الاول ۱۲۹۳ھ یعنی جولائی ۱۸۷۶ء نول کشور پریس سے شایع ہوئی۔ یہی نسخہ پنجاب پبلک لائبریری سے عاریت لے کر یہ مختصر سی کاوش اربابِ ذوق کی نذر کر رہا ہوں۔

خاکسار
مرتضیٰ حسین فاضل
۲۴ مئی ۱۹۶۷ء

---

[1] دیکھیے نگار تذکروں کا تذکرہ نمبر سالنامہ ۱۹۶۴ء

دُوسری نظر

مئی ۱۹۶۷ء میں "تذکرہ ریاض الفردوس" کی ترتیب مکمل کر چکا تھا، اور یہ طے کیا تھا کہ حواشی کا لکھنا طولِ امل ہے۔ کتاب بہت سرسری طور پر لکھی گئی ہے اور فہرست تذکرہ نویسانِ اُردو میں ایک اضافے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ لیکن عزیزی احمد علی صاحب کو بعض احباب نے مشورہ دیا کہ اس پر کچھ نہ کچھ حاشیہ ضرور ہونا چاہیے۔ مکرمی جناب کلب علی خاں صاحب فائق، جناب ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، جناب ڈاکٹر رفیق احسن صاحب اور گوہر نوشاہی صاحب نے مجھ سے بھی فرمایا کہ اتنا سادہ کام اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ میں جانتا تھا کہ اگر یہ کام شروع ہو گیا تو بہت وقت لے گا۔ لیکن اتنے حضرات کے حکم سے یکسر سرتابی مناسب نہیں تھی۔ آخر دوسرے ضروری کام چھوڑے اور ایک ہفتے کی نیت کر کے بیٹھ گیا، اُدھر کارِ ملازمت سے رخصت مل گئی۔ اس لیے چار دن کی مسلسل نشستوں میں یہ کام ختم کیا۔

میں نے شروع ہی میں یہ رائے قائم کر لی تھی کہ تذکرۂ ریاض الفردوس گلشنِ بے خار کا خلاصہ ہے اور گلشنِ بے خار مجموعۂ نغز کا خلاصہ ہے۔ گلشنِ بے خار خلاصۂ مطالب کے ساتھ ناقدانہ قوت کا مظہر ہے اور تذکرۂ ریاض الفردوس میں یہ پہلو بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا صرف اتنا ہی کافی ہے کہ میں حاشیہ میں دو ہی ماخذ سامنے رکھ کر حوالہ لکھ دوں۔ لیکن اصل گلشنِ بے خار میرے پاس نہ تھا جو ترجمہ میرے کتب خانہ میں ہے، اس پر میں کبھی کام کر چکا تھا۔ اس لیے اسی پر اکتفا کی

اتفاق در اتفاق یہ ہوا کہ انہی دنوں خم خانۂ جاوید کی تین جلدیں دستیاب ہوگئیں۔ اس طرح ایک سے دو اور دو سے دس، دس سے بیس کتابیں کھل گئیں اور حاشیہ ذرا حد سے بڑھ گیا۔ فائدہ یہ ہوا کہ میرے کچھ بکھرے ہوئے اوراق، متفرق چٹیں اور پرزے سمٹ گئے۔ اب طلبا کو ایک طویل مطالعہ کا خلاصہ مل جاتے گا۔

شعرا کی تعداد:

اصل تذکرۂ ریاض الفصحا دوسو بیس شاعروں کے نام اور ہر ایک کا ایک ایک شعر تھا۔ میں نے حصّۂ غزلیات کا ان ناموں کے ساتھ اضافہ کیا اور اسی سلسلے میں سوا شاعر خود محمد حسین خاں کی کتاب سے نکالے تھے، اس مرتبہ یہ تعداد مجموعی طور پر دوسو باون تک پہنچ گئی ہے۔ چونکہ مہدی حسین آباد اور غلام حسین آتش کا ذکر حاشیہ میں ہے۔ اس لیے متن ڈیڑھ سو شاعروں کے ذکر پر مشتمل ہے۔

سنین وفات:

تاریخ میں سنین کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ لیکن متقدمین نے تذکروں میں ہمیشہ اس نکتہ کو غیر اہم سمجھا ہے۔ آج کل کے طالب علم اور محقق کے لیے یہ غفلت دردِ سر بن گئی ہے۔ میری خواہش تھی کہ تذکرۂ زیرِ نظر میں تمام شعرا کے سنین وفات کی چھان بین کردوں۔ لیکن تذکرہ کی نوعیت اور بعض مشاغل کی بنا پر خواہش پوری نہ ہو سکی۔ میں نے ترجمۂ گلشن بے خار پر نظر ثانی کے وقت کچھ سنہ دریافت کیے تھے، کچھ وہ لیے، کچھ اس تذکرہ کی نظر اوّل و ثانی میں اضافہ کیے ہیں۔ خیال ہے کہ آئندہ اس سے بہتر اور مکمل تر صورت بن جائے گی۔

اب یہ تحفہ احباب کی نذر کرتا ہوں۔

لاہور۔ ۳ جنوری ۱۹۶۵ء — خاکسار: مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی

محمد حسین خان

تذکرۂ ریاض الفردوس

ترتیب:

مرتضیٰ حسین فاضل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آبا اور اجداد اس ہیچمیرز، کثر مثر زبان، ژولیدہ بیان، بے آرام وچین محمد حسین شاہ جہان پوری کے قوم افغان، ترین دُرّانی، ابدالی حسن زی ہروی نژاد ہیں۔ قبل از عہد شاہجہانی کسی انقلاب کی وجہ سے مقرِ اصلی یعنی ہرات سے ہجرت کرکے بمقام ہزارہ، کہ قریب پشاور کے واقع ہے آکر مقیم ہوئے۔ عہد دولتِ شاہ جہان میں سر جدِ فقیر مسمّی محمود خاں مع فرزند اکبر ملا آدم خاں وغیرہ اولاد اور اہل کے بمعیت دیوان قاسم خاں عم بزرگوار خود ہمراہ رکاب نواب بہادر خاں کے کہ زمان سلطنت شاہ جہانی میں منصب پنج ہزاری پر سرفراز تھے وارد ہندوستان ہوئے اور شاہجہان پور کلاں آباد کردۂ نواب ممدوح میں توطن اختیار کیا۔ من بعد آدم خان سے نصرت خان اور ان سے عبدالرؤف خان ان سے غلام قادر خان والد ماجد حقیر کے علی سبیل الترتیب ایک دوسرے کا خلف وجانشین و یادگار ہوتا رہا۔

اور یہ سب حضرات ماسبق اوسط مرتبہ فارغ البالی ایامِ حیاتِ مستعار کو بسر کر گئے۔ جب غلام قادر خاں پدر بزرگوار مجھ خجستہ حال کے سن بلوغ اور رشد کو پہنچے بمقتضائے گردشِ فلکی وکشش آب ودانہ کے وارد حیدر آباد دکن ہوئے وہاں ابتداءً زمرۂ سواران فوج مغلی میں، من بعد بعہدۂ نظامت کسی محال کی چودہ برس تک مامور رہے، پھر ترک تعلق کرکے وطن مالوف میں آگئے۔ اور عقد مناکحت اپنے خاندان

لہ خاتمہ ذکر ختم کتاب اور بیان بعض حالات متعلقہ مؤلف میں جسے میں نے تعارفِ مؤلف کی خاطر اس تذکرہ کا مقدمہ بنالیا ہے۔

میں ایک مجوبہ سے منعقد کر کے چند دیہات مالگزاری و تجارت شکر پر اکتفا کر کے اقامت اختیار کی۔ چند سال کے بعد اُس بی بی یعنی والدۂ اولیٰ مؤلف سے ایک فرزند بزرگ میرے حکیم محمد نور خاں اور دو دختر کو چھوڑ کر انتقال فرمایا۔ پھر جناب والد نے دوسرا نکاح اپنے ماموں کی بیٹی سے حسبِ ضرورت منعقد کیا۔ اُن کے بطن سے ایک میں دوم برادر عزیز القدر حافظ احمد حسین خان سوم نور بصر مظفر حسین خاں اور ایک دختر ظہور میں آئی۔

جناب والد مکرم نے اپنے زمانِ حیات کو کمال فارغ البالی و خوش ہمتی و تشرع و صادق القولی و خوش معاملگی و جود و سخا سے بسر فرمایا۔ آخر وقت معیّن تیرھویں جمادی الاول سن ایک ہزار دو سو چھیاسٹھ ہجری میں بعمر شصت و ہشت سالگی اس جہان فانی کو پدرود فرما گئے۔ اور ہم واماندگان کو نئے ناکامی کو مبتلا بانواع آلام مفارقت و مہاجرت کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ بعد ارتحال جناب والد کے تھوڑے عرصہ کے بعد ہمشیرۂ ثانیہ نے بھی بعارضۂ وبائے ہیضہ انتقال کیا۔ اِنّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔

یہ مؤلف بے بضاعت تاریخ ستائیسویں ذی قعدہ سن ایک ہزار دو سو پینتالیس ۱۲۴۵ھ ہجری میں کتم عدم سے عالم وجود میں آیا۔ تا ایام بلوغ کامل ظلِ عاطفت والدین ماجدین میں پرورش یاب رہا۔ چنانچہ سنت ختنہ و عقد مناکحت مجھ از خود رفتہ کی کہ دختر ہمشیرۂ چچازاد جناب والد سے منعقد ہوا تھا۔ زمان حیات والدین کریمین میں ادا ہوئی۔ چنانچہ اب تک میری زوجۂ منکوحہ سے ایک دختر و ایک فرزند متولد ہوا۔ فرزند صغر سن میں رحلت کر گیا دختر موجود ہے۔

لہ گویا غلام قادر خان ۱۱۹۸ھ میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ مرتضیٰ

اوّلاً میں نے کتب درسیہ فارسیہ و نیز کتب متداولہ درس عربیہ صرف و نحو و مختصرات منطق و فقہ و اصول اپنے وطن اعنی شاہجہان پور میں وہاں کے علماء سے پڑھیں پھر بضرورت وقت رام پور کو جاکر علماء نامدار اس جگہ سے تا مدت دو سال تحصیل علوم مروجۂ دینیہ میں مصروف رہا۔ من بعد دہلی میں وہاں کے اکابر سے ایک سال تک سیکھتا پڑھتا رہا۔ پھر لکھنؤ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں بھی ایک سال کامل علماء اعلام سے بقدر استطاعت تعلیم پائی۔ پھر مکرّراً بضرورت تکمیل علم حدیث و بعض مطولات حکمیہ کے دہلی کو گیا۔ ایک سال رہ کر بعد اطمینان و تکمیل غریبخانہ کو واپس آیا۔ چونکہ قبل اس سے جناب والد اس دار فنا سے جانب دار بقا رحلت فرما چکے تھے۔ بناءً علیہ بسبب تقسیم و انتشار جائیداد متروکہ جناب مرحوم بین الاولاد، اطمینان خاطر نہ رہا، ناچار کچھ مدت وطن میں رہ کر بتلاش مایحتاج سفر اختیار کیا۔ اور ضلع محمدی متعلقہ اودھ میں کہ اُسی زمانے میں وہ ریاست حاکم لکھنؤ سے منتزع ہوکر دخل اہالیان سرکار انگریزی میں آئی تھی سررشتۂ کلکٹری میں بعوضی نائب سررشتہ دار تا میعاد ششش ماہ مقرر ہوا۔ بعد انقضائے مدت معہودہ اسی تجسس میں جانب آگرہ سن ایک ہزار دو سو تہتر ہجری میں گیا۔ وہاں کچھ قیام کے بعد مبتلائے آشوب غدر ہوا۔ اس کشمکش میں نوکری کرنا مناسب نہ سمجھ کر بہ ہزار دقت و خرابی برجعت قہقری وطن میں آیا اور مدت غدر کو غریبخانہ پر بدقت و عسر تمام بسر کیا۔

چونکہ اُس آشوب قیامت زا میں دل لگنے کی کوئی صورت پیدا نہ تھی۔ ناچار بنظر رفع دحشت و پریشانی تالیف کتاب ریاض الفردوس میں صرف اوقات کرنے لگا۔ چنانچہ خدا کے فضل سے عرصہ چار یا پانچ برس میں نسخۂ مذکورہ مع ہر سہ مقالہ جات عربیہ و فارسیہ و ہندیہ بائیسویں ربیع الاول سنہ ایک ہزار دو سو چھہتر ہجری میں باسلوب پسندیدہ و طرز دلپذیر مؤلف ہو گیا۔

اور اس مقالۂ ہندیہ میں قصائد و مخمس اور ترجیع بند اور مسدس اور واسوخت
اور مثنوی اور غزلیات اور قطعات اور رباعیات اور تذکرۂ شعراء وغیرہ اقسام نظم سے
اور نثر بطرز تاریخ مُشتعر باظہار حال آفرینش زمین و آسمان و عرش و لوح و قلم و جن و
انس و ملائک و انبیاء کرام و خلفائے راشدین و ائمۂ مکرمین و ائمۂ اربعہ
مجتہدین و بعض اولیائے ذوی الاحترام و علماء و حکماء اسلام و سلاطین
خاندان تیموریہ فرمان روایان ہندوستان و جغرافیہ مُبیّن کیفیت کرۂ ارض و اقالیم
سبعہ اور تولید ہواہا ئے اربعہ اور جبال و بحار مختلفانہ و ما یتعلق بہا وغیرہ
عجائبات و طلسمات سے مندرج ہوا ــــ خدایا! اس کشکول طرب انگیز و راحت افزا
کو گزند عین الکمال حساد کو تاہ بیں و عیب جو سے محفوظ و مصئون رکھ کر پسند طبایع
ادبیان سلیقہ شعار اور مطمح انظار ارباب ذوق و اصحاب عرفان اولی الابصار فرما!
اور اس عاصی پُرمعاصی کو حیّزِ اصحاب نجات میں شمار کر! آمین ثم آمین -
جب نائرۂ ملتہبۂ غدر منطفی ہوا اور عملداری سرکار انگریزی جا بجا شروع ہونے
لگے، اُس زمانے میں غارت و تاراج و قتل و خونریزی رعایا زائد از حد و حساب وقوع
میں آئے۔ چنانچہ اس نہیب و یغما میں جمیع مال و متاع مجھ بے بضاعت کا وقف
یغمائیاں ہو گیا۔ ہاں، بہ سبب عدم مشارکت ارباب غدر کے جائیداد غیر منقولہ مثل
اراضی و مکانات کے صدمات قرقی و ضبطی سے محفوظ رہے بعد اس کے پھر میں
بتلاش معاش ضلع باندا میں وارد ہوا اور وہاں کے حاکم کی پیشی میں نوکر ہو گیا۔
کچھ مدت گزری تھی کہ جناب والدہ ماجدہ کا مزاج بعروض عوارض متعلقہ تپ کہنہ
علیل ہوا۔ چونکہ ان کو مجھ سے کمال اُلفت تھی، ایسے وقت میں میری مفارقت
گوارا نہ فرما کر وہاں سے بُلا یا۔ بہ سبب نوکری کے رخصت نہ ملی، ناچار
ترکِ تعلق کر کے حاضر خدمت ہوا، بعد پہنچنے میرے کے جنابۂ مرحومہ نے

بتاریخ تیسری رمضان المبارک سنہ ایک ہزار دوسو ستتر ہجری (۱۲۷۷ھ) میں انتقال فرمایا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ پھر طوعاً و کرہاً اقامتِ وطن اختیار کرنا پڑی۔

تھوڑی مدت کے بعد ایک عنایت فرما کا خط حیدرآباد دکن سے میری طلب میں آیا۔ چنانچہ حسب طلب وہاں پہنچا مگر بہ سبب عروض عوارض شتّٰے اُس تعلق کے اختیار کی نوبت نہ پہنچی۔ بمجبوری بعد چار پانچ مہینے کے بعزم وطن واپس آیا۔ بھوپال پہنچ کر ایام بارش نے گھیر لیا اور بیماری نے از سرِ نو زور باندھا۔ ناچار موسم برشکال بصحت دستم، و عسر و یسر دہیں بسر کرنا مناسب سمجھا۔ بعد انقضائے ایام بارش ابتدا ارسرما میں وارد اندور ہوا۔ یہاں بمشیتِ تقدیر بعہدۂ مدرسی نوکر ہو گیا۔ چنانچہ چھ مہینے سے اسی کام پر مامور ہوں۔ آیندہ دیکھا چاہیے کہ، پھر گردشِ تقدیراں استخوانہائے ژولیدہ کو کہاں لے جاکر پھینکتی ہے۔

اب کہ سنہ ایک ہزار دو سو اکیاسی ہجری شروع ہیں اور عمر بھی پینتیس برس سے متجاوز ہو گئی ہے، تمنا یہ ہے کہ جناب باری عز اسمہٗ اپنے فضلِ عمیم سے کوئی صورت اطمینان کی واسطے بسر اوقات مجھ پریشان بال کی پیدا کرے اور بعد زیارت حرمین شریفین کے دریوزہ گرانہ و مجنونانہ پھرا وے اور خیر خاتمت اور اپنے حبیب کی صحبت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین یا برحمتک یا ارحم الراحمین؛ والحمد للّٰہ اولاً و آخراً۔ والصلوٰۃ علیٰ رسولہٖ محمد ظاہراً و باطناً وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ کاملاً تاماً۔

فقط

[محمد حسین خاں شاہجہانپوری]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ آبرو[1] : (متوفی ۱۱۴۶ھ/ ۱۷۳۳ء)

تخلص نجم الدین اولاد محمد غوث گوالیاری۔ شاگرد خان آرزو کا ہے۔ منہ

کیوں چھپا ظلمت میں، گر اس لب سے شرمندہ نہ تھا
جان کچھ پانی مرے سے ہے، چشمۂ حیواں کے بیچ

---

[1] ریاض الفردوس ۸۰، ترجمہ گلشن بے خار ص ۱ مجموعہ نغز طبع لاہور ۲۰، نمخانہ ج ۱ ص ۲ مخزن نکات طبع مجلس ترقی ادب لاہور ص ۴۳ ضمیمہ ۲۰۹،

آباد : مرزا مہدی حسن خان خلف غلام جعفر خان مولود ۱۲۲۸ھ وفات کی تاریخ معلوم نہیں، غدر کے ہنگاموں نے جو شیرازہ منتشر کیا تھا اس میں بہت سے امیروں کی طرح آباد بھی گمنامی کا شکار ہو گئے، ورنہ وہ لکھنؤ کے رئیس اور نواب فرخ آباد کے عزیز بڑے شاعر اور وضعدار ہونے کی حیثیت سے مشہور تھے۔ ناسخ کے شاگرد اور انہیں کے طریقے پر زورِ سخن دکھاتے تھے۔ مشہور ہے کہ ہر بحر میں ایک دیوان لکھا تھا لیکن دو دیوان اور تین واسوختیں مشہور ہیں۔ ایک دیوان نگارستان عشق مطبع مرتضوی لکھنؤ سے ۱۲۶۲ھ میں چھپا۔ دوسرا دیوان ناسخ و آتش کی غزلوں کے جواب میں 'بہارستان سخن' کے نام سے ۱۲۶۳ھ میں شایع ہوا ایک واسوخت ۱۲۶۸ھ کا نولکشور سے چھپی۔ (فہرست کتب خانہ سرسالار جنگ' جواہر سخن جلد چہارم طبع الہ آباد ص ۸۵۔۲۸۴ بزم سخن ص ۳ خم خانۂ جاوید ج ص ا ذ ہنگ آصفیہ)

تمہارا دِل اگر ہم سے پھرا ہے — تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے
ہوئے ہو اس قدر بیزار ہم سے — کہو، ہم نے تمہارا کیا کیا ہے
ہماری کچھ نہیں تقصیر لیکن — سبھی تم کو کہیں گے بیوفا ہے
وہ احمق ہے کہا ہے جس نے تم سے — ملو جس سے تمہارا دل ملا ہے
عبث بیدل کرو مت آبرو کوں — مسافر ہے شکستہ پا گرا ہے

۲۔ آتش: (متوفی ۲۵ محرم ۱۲۶۳ھ / جنوری ۱۸۴۷ء)
تخلص خواجہ[1] حیدر علی، مشاہیر شعرائے لکھنؤ سے۔ زمرۂ اساتذہ میں معدود ہے۔ منہ

شب ہجراں میں جو دم تھا، وہ گویا واپسیں دم تھا
گماں تھا شام سے مجھ پر چراغِ صبحگاہی کا

ادب تا چند اے دستِ ہوس، قاتل کے دامن کا
سنبھل سکتا نہیں اب دوش پر بوجھ اپنی گردن کا
غضب ہے جان کو پہلو میں ہونا، دل سے دشمن کا
محلِ خوف ہے، ہمسایہ قصاب و برہمن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیاں رکھ کر
ہمارے اس کے پردہ رہ گیا دیوارِ آہن کا

---

[1] ریاض للفردوس۔ ترجمہ گلشن بے خار ص ۱، دیکھیے انتخاب آتش، فاضل طبع کتاب منزل، لاہور۔ "آتش کی زندگی" تالیف فاضل، کلیاتِ آتش کا مقدمہ جو مجلس ترقی ادب میں زیرِ طبع ہے۔

مئے گلرنگ سے جھلکے جو سُرخی پان کی اس میں
گلے یار پر عالم ہوا شیشے کی گردن کا
بہار ایک دل کے داغوں نے دکھائی چشمِ قاتل کو
دہانِ زخم، سینہ بن گیا دروازہ گلشن کا
اندھیرے میں جو ڈرکر مجھ سے وہ غیرت شید رُو لپٹا
شب تاریک میں ہاتھ آیا مضموں روز روشن کا
سمجھتے تھے نہ ہم اتنا دراز، اے جنوں تجھ کو
گریباں سے تعلق ہو گیا موقوف دامن کا
درِ فردوس پر رضواں سے رخصت کون لیتا ہے؟
سمجھتا ہوں میں کھیل اک[1]، پھاندنا دیوارِ گلشن کا
کیا اک آن میں تیغ قضا نے صاف دو ٹکڑے
گماں ہی رہ گیا دشمن کو آتش[2] اپنے جوشن کا

---

[1] غزل، ریاض العشر دوص ۵۹ پر یہ مصرعہ غلط درج ہے:
"سمجھتا ہوں میں یکساں پھاندنا دیوارِ گلشن کا"
[2] آتش تخلص کا ایک اور معاصر شاعر،
آتش تخلص مرزا غلام حسین ولد مرزا کریم اللہ بیگ باشندہ ڈھاکہ شاگرد
داماد مرزا جان تپش عدالت دیوانی ڈھاکہ میں وکالت کرتے تھے ۔
آپ تو محو فنا تھے جس طرح کانٹے کی اوس
جنبش بادِ صبا کا اک بہانہ ہو گیا
سخن شعرا ص ۵ طبع نولکشور ۱۲۹۱ھ ۔

۳۔ **آنندؔ**: (متوفی ۱۱۶۹ھ/۱۷۵۶ء)
تخلص سراج الدین علی خاں اکبرآبادی۔ استاد فن فارسی ہے۔ منہ
جان تجھ پر کچھ اعتماد نہیں — زندگانی کا کیا بھروسہ ہے

۴۔ **آزردہؔ**: (مولود ۱۲۰۳ھ/۱۷۸۹ء متوفی ۲۴ ربیع الاول/۱۵ جولائی، ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء)
تخلص مفتی محمد صدر الدین خاں صدر الصدور دہلی۔ فاضل جید و عالم متبحر ہے۔
منہ:
مر کر بھی ہلا دل بیتاب نہ ٹھہرا — کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا

نالوں سے میرے کب تہ و بالا جہاں نہیں
کب آسماں زمین، زمیں آسماں نہیں
جانے ہے دل فلک کا مری شمع کا نیاں
ان ناتوانیوں کو پہنچتی تواں نہیں
قاتل کی چشم تر نہ ہو، یہ ضبط آہ دیکھ
جوں شمع سر کٹے پہ اُٹھا، یاں دھواں نہیں

۱؎ خم خانہ ج ۱ ص ۱۸، ریاض الفردوس ۸۰، غزل ۹۴، مجموعہ نغز ۲۴، ترجمہ گلشن بیخار
۲؎ مفتی صاحب کے والد لطف اللہ کشمیری دہلوی تھے اور شاعری میں شاہ نصیر، مجرم اکبرآبادی اور ممنونؔ کے شاگرد تھے۔
آثار الصنادید سرسید طبع نولکشور ص ۴۲، خم خانہ جاوید ج ۱ ص ۵۳۔

اے بلبلانِ شعلہ دم اِک نالہ اَور بھی
گم کردہ راہ باغ ہوں، یادِ آشیاں نہیں
اُٹھ کر سحر کو سجدۂ مستانہ کے سوا
طاعت قبولِ خاطرِ پیرِ مغاں نہیں
اس بزم میں نہیں کوئی آگاہ ورنہ کب
واں خندہ زیرِ لب، ادھر اشک نہاں نہیں
آزردہ نے پڑھی غزل اِک میکدہ میں کل
وہ صاف ترکہ سبحۂ پیرِ مغاں نہیں

۵۔ **آشفتہ :** تخلص[۱] سید منور علی، سادات بارہہ سے، شاہجہاں آبادی
مولد ہے۔ منہ
پرسشِ حال نے یہ یاد دلائی اُن کی
گور میں بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا

---

[۱] ریاض الفردوس ۸۰ ترجمہ گلشن بے خار ۹۔
خم خانۂ جاوید ج ۱ ص ۷۲ حکیم منور علی خاں، خلف سید علی نواز مقیم شاہجہاں آباد
فنِ طب میں حکیم غلام حیدر خاں کے شاگرد اور شعر میں مومن و شیفتہ سے تلمذ تھا۔
بے باک آدمی تھے۔ میرٹھ میں ڈگری نویس رہے۔ ۱۸۴۸ء میں چالیس سال کے قریب
عمر تھی۔ کلب علی خان، مومن طبع مجلس صفحہ ۱۲۵۔ گلشن بے خار ص ۱۴۳ میں انہیں
بارہوی بتایا گیا ہے۔ بعض تذکروں میں رضوی لکھا ہے، شیفتہ کہتے ہیں کہ یہ تخلص
میرا دیا ہوا ہے۔

۶۔ آشفتہ : تخلص[1] مرزا رضا قلی (خلف حکیم محمد شفیع اکبرآبادی، شاگرد سوز، لکھنؤ اور مرشدآباد میں رہے)

فقط نہ[2] اپنی ہی تم آن دیکھتے جاؤ	اِدھر اُدھر بھی مری جان دیکھتے جاؤ
بجائے اشک نکلتے ہیں پارۂ جگر	تمہارے جی میں تھا ارمان دیکھتے جاؤ
دکھانے آئے تھے دامن کے چاک کی خوبی	ہمارا چاک گریبان دیکھتے جاؤ
اگرچہ ہو دیگی تصدیع لیکن آشفتہ	کوئی گھڑی کا ہے مہمان دیکھتے جاؤ

۷۔ آصف : (مولود ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء متوفی ۱۲۱۲ھ/۱۷۹۷ء)

تخلص[3] وزیر الممالک نواب یحییٰ خان آصف الدولہ رو سا ر نامدار سے ہے۔ منہ

ملنے نہ ملنے کا وہ مختار آپ ہے
پر ہم کو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

---

[1] ریاض الفردوس ۸۰، ترجمہ گلشن بے خزان ؛ مجموعہ نغز ۳۴۔ ، خم خانہ جلد اوّل صفحہ ۶۹، نام رضا علی بیگ غلط ہے۔ بریکٹ کی عبارت میں نے بڑھائی ہے۔ دستور الفصاحت ص ۵۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنؤ میں انشا اور نوازش کے ساتھ مشاعروں میں شریک ہوتے تھے۔ کلکتہ بھی گئے تھے۔

[2] ریاض الفردوس ص ۶۷ میں " نہ اپنی ہی " گلشن بے خار اور خم خانہ مطابق متن۔

[3] ریاض الفردوس ۸۰ غزل ۶۷ ترجمہ گلشن بے خار ۱۱، مجموعہ نغز ۳۵، بعض مقامات پر امیر تخلص ہے۔

نجم الغنی؛ تاریخ اودھ جلد دوم، تاریخ ادب اردو طبع مبارک علی ص ۴۰۳۔ خم خانہ ج ۱ ص ۴۸، ان کا کلیات خطی موجود ہے۔

جو جلوہ، صنم تجھ میں ہم دیکھتے ہیں
خدا کی خدائی میں کم دیکھتے ہیں

تو جلدی سے آ، ورنہ میرے مسیحا
کوئی دم میں راہِ عدم دیکھتے ہیں

گذرتے ہیں سو سو خیال اپنے دل میں
کسی کا جو نقشِ قدم دیکھتے ہیں

بہت جھوٹے وعدے کیے تو نے ہم سے
بھلا ہم تو تیری قسم دیکھتے ہیں

بتوں کی گلی میں قرب روز آصف
تماشا خدائی کا ہم دیکھتے ہیں

قطعہ

ایک دن یار سے یہ میں نے کہا
اب تو ہم طاقت و تواں سے گئے

ہنس کے کہنے لگا کہ اے آصف
یہی کہہ کہہ کے لاکھوں جاں سے گئے

۸۔ آفتاب: (مولود ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۱۷۳ھ/ ۱۷۵۹ء، م ۱۲۲۱ھ/ ۱۸۰۶ء)
تخلص، ابوالمظفر، مجاہد الدین، شاہ عالم بادشاہ غازی۔ بادشاہ دہلی ہے۔ منہ

آتے جو خواب میں وہ یوسف لقا تو پھر
اسے آفتاب دولت بیدار سمجھیے

ریاض الفردوس ۸۰، ترجمہ گلشن بے خار ۱۱ مجموعہ نغز ۷۔
لہ خم خانہ ج ۱ ص ۱۰۵، مقدمہ عجائب القصص شاہ عالم طبع مجلس ترقی ادب، لاہور۔

آفتاب کی قلمی یادگاروں میں اردو کا طویل قصہ "عجائب القصص" اور "نادراتِ شاہی" دیوان رامپور سے چھپا ہے جس میں اردو، فارسی، ہندی اشعار ہیں۔ دیوان فارسی لندن میں ہے۔ مثنوی منظوم اقدس کا سراغ نہیں ملتا۔

عاجز[1] ہوں ترے ہاتھ سے، کیا کام کروں میں
کر چاک گریباں، تجھے بدنام کروں میں
ہے دورِ جہاں میں مجھے سب شکوہ تجھی سے
کیوں کچھ گلۂ گردشِ ایام کروں میں
آوے جو تصرف میں مرے میکدہ ساقی
اِک دم میں خموں کے خمیں انعام کروں میں
حیراں ہوں ترے ہجر میں کس طرح سے پیارے
شب روز کو اور صبح کے تئیں شام کروں میں
مجھ کو شہِ عالم کیا اُس رب نے نہ کیونکر
اللہ کا شکرانۂ انعام کروں میں

صبح اُٹھ جام سے گزرتی ہے　　شب دلآرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے　　اب تو آرام سے گزرتی ہے

۹۔ آفریں : تخلص[2] شیخ قلندر بخش سہارن پوری صنائع شعری خوب جانتا ہے۔ منہ

نہ جا چمن میں تو اب آفریں کہ جوں غنچہ
لبوں میں اس کی نہاں ہے بہارِ خندۂ گل

---

[1] یہ غزل خمخانۂ و گلشن بے خار میں نہیں ہے، دیکھیے ریاض الفردوس صفحات ۵۳، ۴۳، ۸۰
[2] ریاض الفردوس ۸۰، ترجمہ گلشن بے خار ۱۲ میں ایک اور شعر بھی درج ہے۔ خمخانۂ جاوید ج ا ص ۱۰۸، ۱۸۴۰ء میں زندہ تھے۔ مجموعۂ نغز ۴۰۔

۱۰۔ اُتَلْ: تخلص[1] میر عبدالجلیل دہلوی شاگرد معنوی جعفر زٹلی کا ہے۔ منہ

زلف ہے چہرہ پہ یا جنجال ہے
جنبشِ ابرو ہے یا بھونچال ہے

۱۱۔ اثرؔ: (۱۲۲۲ھ/۱۸۰۶ء بعد)

تخلص[2] سید محمد میر شاہ جہاں آبادی۔ برادر خورد خواجہ میر درد کا ہے۔ منہ

دیکھیں گے اس کی سنگدلی کو ہم اے اثر
گر کوئی نالہ ہم سے سر انجام ہو گیا

۱۲۔ احسانؔ: (مولود تقریباً ۱۱۸۴ھ متوفی ۱۲۶۷ھ)

تخلص[3] حافظ عبدالرحمن خاں دہلوی، سخن طرازان عہد شاہ عالم سے ہے۔ منہ

گلے سے لگتے ہی جتنے گِلے تھے بھول گئے
وگرنہ یاد تھیں مجھ کو شکایتیں کیا کیا

---

[1] خم خانہ جاوید ج ۱ ص ۱۲۵، غلطی سے زٹلی کے شاگرد اصلی لکھتے ہیں۔ ریاض الفردوس ۶۷ ترجمہ گلشن بے خار ۱۳ مجموعۂ نغز ۴۲

[2] خم خانہ ص ۱۲۶ دستور الفصاحت ص ۵۸ ریاض الفردوس ۸۰ ترجمہ گلشن بے خار ۱۴ مجموعہ نغز ۴۳۔

[3] ریاض الفردوس ۸۰ ترجمہ گلشن بےخار ۱۶ مجموعہ نغز ۵۴، اپنے عہد کے اُستاذ الاساتذہ تھے، دیکھیے خمخانہ ص ۱۴۸۔ سری رام کے پاس ضخیم کلیات تھا نیز مثنوی یوسف زلیخا کی خبر دیتے ہیں۔ سید احمد فرہنگ آصفیہ میں ج ۱ ص ۴۴ پر سنہ وفات ۱۲۶۷ھ اور والد کا نام غلام رسول خاں لکھتے ہیں۔

چین تجھ کو بھی نہ ہو مجھ کو ستانے والے
تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانے والے

آشنا کس کے ہیں بیدرد ہیں یہ دیدۂ دل
ہیں یہی دیدہ و دانستہ ڈوبانے والے

اُن کے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھ کو لوگو
دوڑے پانی کو ہیں کیا آگ لگانے والے

۱۳۔ احقر: تخلص[۱] مرزا جواد علی قزلباش ایرانی نژاد لکھنوی مولد، شاگرد میر حسن کا ہے۔ منہ

بزم میں اُس کی جو شب جاہ کا مذکور چلا
اُٹھ کے محفل سے وہیں وہ بُتِ مغرور چلا

۱۴۔ احمد: تخلص[۲] حافظ شیخ غلام احمد شعرائے پنجاب سے ہے۔ اچھا کہتا ہے۔ منہ

گر یہی ہیں دست اپنے نارسا
اس کے پاؤں تک رسائی ہو چکی

[۱] خم خانۂ جاوید ۱۸۰، ریاض الفصحا دوس ۱۸ ترجمہ گلشن بے خار ۲۰،
مجموعۂ نغز ۵۶۔
[۲] ریاض الفصحا دوس ۱۸ ترجمہ گلشن بے خار ۲۰۔

۱۵- اختر: تخلص[1]، ایک شخص ہے دودمان گورکانی سے طبیعت اس فن شعر سے بہت مناسب ہے۔ منہ

مجھے بھی ہٹ ہوئی ایسی کہ مرمٹا لیکن
نہ تیرے کوچے سے ہرگز اُٹھا قدم میرا

۱۶- اختر: (متوفی ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۸ء) تخلص[2]، محمد صادق خان اختر

جو رو دئیے ہو نہ نقطے قاف در تہ آب | بنائے عرش بریں ہو خراب در تہ آب
زبان مردم آبی جلے ذرا جو پڑھیں | ہمارے سوز دروں کی کتاب در تہ آب
رواں جو یونہی رہے سیل اشک تو ہے یقیں | کرے گی خلق کو چشم پر آب در تہ آب
پڑا جو عکس ترا بحر میں تو حیرت سے | کہا سبھوں نے کہ ہے آفتاب در تہ آب
ڈبایا میں اشک کے طوفاں میں غرق لاکھوں بار | دبے نہ دل کی کبھی التہاب در تہ آب
صفائی دیکھ کے دانتوں کی اُسکے ڈوبا ہے | عرق میں شرم کی در خوشاب در تہ آب

سمجھ کے رکھیو قدم بحر عشق میں اختر
نہنگ غم ہیں یہاں بے حساب در تہ آب

---

[1] ریاض الفردوس ۱۸، ترجمہ گلشن بے خار ۲۱۔

[2] ریاض الفردوس ۱۸، قتیل کے شاگرد تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں: صبح صادق۔ نور الانشاء۔ محامد حیدریہ۔ دیوان فارسی۔ دیوان اُردو تذکرہ آفتاب عالم تاب۔
دیکھیے خم خانہ جاوید ص ۱۰۰،

۱۷ | اختر[1] : (مولود سہ شنبہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۲۳۷ھ / ۳۰ جولائی ۱۸۲۲ء تخت نشین ۲۶ صفر ۱۲۶۳ھ / فروری ۱۸۴۷ء متوفی ۲ محرم ۱۳۰۵ھ / ۲۱ ستمبر ۱۸۸۷ء)
حضرت ابوالمنصور، ناصرالدین، سکندر جاہ سلطان عالم مرزا واجد علی شاہ بہادر جنت آرام گاہ، فرزند حضرت امجد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

بڑے عالم و فاضل، پابند صوم و صلوٰۃ، شعر و ادب کے دلدادہ تھے آپ کا دربار، علماء، و ادباء، و اہل فن کا مرکز تھا۔ بڑے رحم دل، منکسر مزاج، رعایا پرور اور سخی تھے، زوال کا دور تھا۔ انگریزوں نے سیاسی طور پر انہیں مفلوج کر رکھا تھا۔ سازشی لوگوں نے رقص و سرود میں لگا دیا۔ رہس کے جلسوں نے انہیں بدنام کیا۔

آخر میں انگریزوں نے ۷ فروری ۱۸۵۶ء ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۲۷۲ھ کو معزول کر کے کلکتے میں نظر بند کر دیا۔

واجد علی، سلاطین ہند میں سب سے زیادہ پرگو اور قادرالکلام شاعر تھے، ان کے چھ دیوان، تین مثنویاں، تین جلدیں مرثیوں کی، اور تقریباً بیس کتابیں تو ان کی زندگی میں چھپ چکی تھیں، ان کتابوں میں ثقافت، عروض، تاریخ اور اوراد و وظائف، اخلاق، سیاست، لغت، جیسے موضوع ہیں۔

بدنصیبی سے انگریزی پروپیگنڈے اور بے جا تعصب نے واجد علی شاہ کو بدنام کر دیا ہے، ورنہ وہ دوسرے ارباب کمال میں امیر خسروؔ شاہ عالم، بہادر شاہ ظفر کی ٹکر کے صاحب کمال تھے، بلکہ بعض حیثیتوں سے وہ منفرد ہیں۔ خصوصاً موسیقی و رقص و کثرت تالیف میں ان جیسا بادشاہ کم ملے گا۔

---

[1] یہ اضافہ حقیر فاضل نے بعض احباب کی فرمائش سے کیا ہے۔

میرے دم سے ہوئی دنیا میں بنائے غربت
ہے وطن خواب، بنی منزلِ دجائے غربت

ملک و مال و زن و فرزند و ریاست سے چھٹا
مجھے مظلوم بھی کہتے ہیں، ورائے غربت

مرض ہجرِ وطن کی نہ ہوئی کچھ تدبیر
خضرِ عشق بتائے گا دوائے غربت

زلفِ تہمت سے پھنسے اُن کے کلکتہ میں
ہم نے زنداں کو دیکھا ہے، سوائے غربت

لوگ کہتے ہیں سفر خوب ہے، لاکن ہیہات
رُخ سے بڑھ کر کہیں بد پائی تقاضائے غربت

شہر کس کا ہے، وطن کس کا؟ مرا نام یہ ہے
بندۂ درگہِ اللہ، گدائے غربت

یہ تمنّا نہ رہے زیست میں اے بارِ خدا!
پھر مجھے لکھنؤ دنیا میں دکھائے غربت

ظلم، ظالم سے، نہ مفلس کوئی بے گھر ہو سکے
کسی مظلوم کو یارب نہ ستائے غربت

ہاں، وطن دیکھوں، تو شاداں ہو دلِ زار مرا
یہ بھی ممکن ہے، کہ روتے کو ہنسائے غربت

وسعتِ خُلد سے بڑھ کر ہے کہیں حبِ وطن
تنگیِ گور سے بدتر ہے فضائے غربت

یوں تو شاہانِ جہاں پر ہے پڑا وقت، مگر
ختم ہے اخترؔ بے کس پہ جفائے غربت[1]

۱۸۔ **اسدؔ**: تخلص میر امانی دہلوی۔ شاگرد سوداؔ کا، مرد شگفتہ اور ظریف ہے

منہ

جوں توں اسدؔ کو لائے تھے اس کی گلی سے ہم
خانہ خراب راہ میں آکر مچل گیا[2]

---

[1] خم خانہ ج ا ص ۲۰۴ تاریخ ادب اُردو طبع مبارک علی ص ۳۰۷

[2] ریاض الفردوس ۸۰ ترجمہ گلشن بے خار ۲۲ مجموعہ نغز ۵۹

میر حسن کہتے ہیں: "میر اسد علی اسدؔ تخلص، سید عالی نسب در کمال وجاہت از شاگرداں میرزا رفیع سوداؔ، اصل از شاہ جہاں آباد ست، الحال ایں بسبب پریشانی روزگار طرف مرشد آباد رفتہ، خدائش سلامت دارد۔" پھر یہ شعر بھی لکھا ہے۔ مگر دوسرے مصرعہ میں اختلاف ہے۔

"خانہ خراب راہ میں پر پھر مچل گیا"

تذکرہ میر حسن طبع ۳ ص ۱۳ مصحفی کہتے ہیں: "میر امانی نام دارد جوانے بود ظریف مزاج و خندہ روی شاگرد مرزا محمد رفیع، دیوانے ضخیم ترتیب دادہ در قصائد و غزل و مثنوی ماہر خصوصاً مثنوی گنجفہ را بسیار بہ تلاش گفتہ۔ اکثر در مشاعرہ فقیر در شاہ جہاں آبادی رسید، اصلش از شاہ جہاں آباد است و بقولے اکبر آباد۔ زبانی میرزو الفقار کہ ہمسایۂ ایشاں بود چناں معلوم شد کہ مشار الیہ عازم لکھنؤ شدہ است، میخواست کہ خود را بہ پورب رساند چوں اجلش امان نہ داد، در اثنائے راہ در سرائے با لگرمتو ہنگام شب بدست دزداں کشتہ شد۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

۱۹ - اسیرؔ: تخلص[1] نام نصرانی رفقاء ظفریاب خاں (فرزند شمرو فرانسیسی) سے شاگرد شاہ نصیر کا ہے۔ منہ

ہم اس آئینہ رو کے ہجر میں یوں زیست کرتے ہیں
کہ سکتہ کی سی حالت ہے نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

اسیرؔ:

مانندِ[2] لالہ زیست کی لذت اُٹھا چلے
باغِ جہاں میں آن کے ہم داغ کھا چلے

دامن میں ایک چاک گریباں میں لاکھ چاک
پاؤں سی میرے ہاتھ جنوں میں بڑا چلے

کیونکر ملے سراغ تمہارا مجھے کہ تم
ایسے چلے کہ نقش قدم تک مٹا چلے

گلشن سے گل کہاں چمنِ دل کے داغ کو
بس یاں نسیم آہ چلے واں صبا چلے

گھر میں اسیر خانۂ زنجیر چھوڑ دوں؟
آگے کو کیونکہ میرا بھلا سلسلہ چلے

---

[1] ریاض الفردوس ۸۲ ترجمہ گلشن بے خار ۲۲ مجموعہ نغز ۱۶ بیتر ام نام
ریاض الفردوس، تمبراز، شیفتہ 'تمبراز' خمخانہ تلنبرار خمخانہ جاوید ص ۲۹۷ محمد سردار علی
تذکرہ یوربین شعرائے اُردو طبع حیدر آباد دکن ۱۹۴۴ء صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں " بلتھزر
نام اسیر تخلص ہے" دو شعر لکھے ہیں۔

[2] ریاض الفردوس صفحہ ۶۹ پر اسیر کا نام نہیں ہے، ممکن ہے کہ یہ غزل تمبراز کے علاوہ
کسی اور اسیر کی ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲) عمرش قریب پنجاہ خواہد بود" صفحہ ۱۶ تذکرہ ہندی طبع اول۔ وہ شعر جو
مصحفی نے لکھا ہے جسے لوگ غالب کا سمجھ کر ان سے مختلف سوال کرتے تھے۔
" اسد اس جفا پر بتوں سے وفا کی" گلشن بے خار ترجمہ اُردو ص ۲۲ خمخانہ جاوید ص ۲۸۹۔

[3] مطابق گلشن بے خار و خمخانہ جاوید

۲۰۔[اسیر: مظفر علی خان لکھنوی متوفی ۱۲۹۹ھ استاد امیر مینائی۔ مرتضیٰ عفی عنہ]

۲۱۔ اشرف: تخلص محمد[1] اشرف نام۔ ساکنان قصبہ کاندھلہ سے ہے۔ منہ

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا
کہ مرے سینے میں ہووے نہ سمندر پیدا

۲۲۔[اشرف: شیخ اشرف علی، کسمنڈوی، لکھنوی۔ نولکشور پریس میں کاتب تھے۔ اکثر کتابوں پر قطعات تاریخ موجود ہیں۔ تسلیم کے دوست، نسیم کے شاگرد تھے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۸۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ از خم خانہ جاوید حصہ اول ص ۱۱۱۳]

۲۳۔ اصغر: تخلص سید[3] امجد علی اکبر آبادی۔ عزت و آبرو سے زندگانی کو بسر کر گیا۔ منہ

ہوا ہوں بسکہ خفا اب تو اپنے جینے سے
لگا ہی لوں گا میں اس تیغ زن کو سینے سے

۲۴۔ اظہر: تخلص غلام محی[4] الدین دہلوی شاگرد غلام حسین سروری کا ہے۔ منہ

رکھتی ہے مری جان کو مضطر تپش دل
دکھلائے گی ہنگامۂ محشر تپش دل

لہ ریاض الفردوس ۸۱ ترجمہ گلشن بے خار ۲۳ مجموعہ نغز ندارد ۲ے اضافہ از فاضل ۳ے ریاض الفردوس ۸۱ ترجمہ گلشن بے خار ۲۳ مجموعۂ نغز: ۲ ۴ے ریاض الفردوس ۸۲ ترجمہ گلشن بے خار ۲۳

۲۵۔ اعظم: تخلص[1] اعظم خاں دہلوی۔ شاگرد شاہ نصیر کا ہے۔ منہ
اسی مضمون سے معلوم اس کی سرد مہری ہے
جو اُس نے مجھ کو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا

طفلی[2] سے داغِ عشق ہمارے جگر میں ہے
سوراخ ابتدا سے دلِ نوجگر میں ہے
ہے خانہ باغ عارضِ گلگوں کے عکس سے
تیری طرح بہارِ چمن کس کے گھر میں ہے
کہتے ہیں وہ ہمارے جلانے کے واسطے
جاتے ہیں انتظار کوئی رہ گذر میں ہے
آتی ہے یہ سُناتی ہوئی بُوئے پیرہن
یوسف کا قافلہ بھی اسی رہ گذر میں ہے
کچھ شک نہیں کہ آج وہ آویں ہمارے پاس
اعظمؔ ہماری آہ مقامِ اثر میں ہے

---

[1] ریاض الفردوس ۸۲ ترجمہ گلشن بےخار ۲۴ مجموعۂ نغز ۶۵

[2] ریاض الفردوس ۸۲ مجموعۂ نغز ۶۵
ریاض الفردوس ص ۶۸ پر یہ غزل صرف تخلص کے ساتھ ہے، نام نہیں ہے۔ ترجمہ گلشن بےخار ۲۴، اسی شاعر کے نام سے ہے۔ خم خانۂ جاوید میں پہلا شعر ہے، غزل کا کوئی شعر نہیں ہے۔
دیکھیے صفحہ ۳۳۸

۲۶۔ افسر: تخلص[1] غلام اشرف دہلوی شاگرد مصحفی۔ زمرۂ مرثیہ گویوں میں معدود ہے۔ منہ

جب دیکھے ہے مہ، داغ سیہ اپنی جبیں پر
آتا ہے اسے رشک ترے روئے حسیں پر

۲۷۔ [افسوس[2] : (متوفی ۱۸۰۹ء)
میر شیر علی فرزند مظفر خان میر علی۔ نارنولی دہلوی ۱۱۶۰ھ مطابق ۱۷۴۷ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۲۴ھ مطابق ۱۸۰۹ء میں رحلت کی۔ لکھنؤ، بنارس، عظیم آباد، کلکتہ میں رہے۔ آرائش محفل جیسے تالیفات یادگار ہیں۔ ایک شعر سنیے:

سمند ناز جو یاں اس سوار کا پہنچا
غبار تا فلک اس خاکسار کا پہنچا]

۲۸۔ اکبر: (متوفی ۱۸۸۰ء)
تخلص نواب[3] اکبر خاں دہلوی برادر خورد نواب مصطفیٰ شیفتہ کا شاگرد

---

[1] ریاض الفردوس ۸۲ ترجمہ گلشن بے خار ۲۵ مجموعۂ نغز ۶۷

[2] اضافہ مقدمہ آرائش محفل از فائق رامپوری طبع مجلس ترقی ادب ترجمہ گلشن بے خار ۲۴، مجموعۂ نغز ۶۵، [3] ریاض الفردوس ۸۲ غزل ص ۶۵ پر لکھی ہے۔ ترجمہ گلشن بے خار نفیس اکیڈمی ص ۲۵ پر بارہ شعر ہیں لیکن یہ غزل نہیں ہے۔ سری رام کے یہاں غزل کے تین شعر ہیں۔ مومن، از کلب علیخاں ص ۱۳۱ سن وفات ندارد۔ خمخانہ جاوید میں ہے کہ "۱۸۸۰ء میں بعمر ۶۵ سال راولپنڈی میں انتقال کیا" ص ۳۷۵۔ نیز آبحیات طبع ۱۲ ص ۲۲۴۔

مومن خاں کا ہے۔ منہ

ہوں صید دام دیدہ میں، صیّاد در گذر
غفلت میں وہم ہے کہ فریب کمیں نہ ہو

جا کر فلک پہ نالۂ شور آفریں کے ساتھ
سیر بہشت کرتے ہیں ہم حور عیں کے ساتھ
اللہ رے سوز سینہ کہ دامان چرخ میں
شعلہ لپٹ گیا نفس آتشیں کے ساتھ
ہم مر گئے اور اس نے نہ جانا کہ مر گئے
ہر زخم پر جو ہلتے تھے لب، آفریں کے ساتھ
واں رسم اختلاط سے انکار و عذر تھا
یاں جان سی نکل گئی اپنی، نہیں کے ساتھ
طوفاں نوح و گریۂ اکبر میں فرق ہے
یعنی کہ آسماں کو ڈبویا، زمیں کے ساتھ

۲۹۔ الم : تخلص محمد[1] علی شاہ جہاں آبادی۔ شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق کا ہے۔ منہ

نہ تھا تحمل اگر اس کے نام کا تو پھر
الم فریفتہ کیوں ایسے نازنیں کے ہوئے

---

[1] ریاض الفصحا ص ۲۸۲ ترجمہ گلشن بے خار ۲۶

۳۰۔ الہام : (متوفی ۱۷۹۳ء)[1]
تخلص شیخ شرف الدین لکھنوی [عرف شاہ ململ دگلشن] زمرۂ اساتذہ میں معدود ہے۔ منہ

ارے بے کسی تیرے قربان ہوں
بُرے وقت میں ایک تو رہ گئی

۳۱۔ امانی : (متوفی ۱۱۸۷ھ / ۱۷۷۳ء)
تخلص میر امانی[2] دہلوی فرزند خواجہ اسحٰق کا سمرد خوش فکر ہے۔ منہ

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا
اے نالۂ دل وقت ہے فریاد رسی کا

۳۲۔ امیر : (۱۷۷۴ء)
تخلص نواب محمد یار خان خلف علی محمد خان شاگرد قیام الدین علی قائم کا ہے۔

---

[1] ریاض الفردوس ۲ ترجمہ گلشن بے خار ۲۶ خم خانۂ جاوید ص ۳۹۹ بر بعد بحوالہ فیض مندرجہ بالا سنہ وفات درج ہے۔ مجیبۂ نغز ۔،

[2] ریاض الفردوس ۲ ترجمہ گلشن بے خار ۳ خم خانۂ جاوید ص ۴۔ ۴ مرثیہ خوانی کرتے تھے۔ مرشد آباد میں ایک مجلس عزا میں شدتِ گریہ سے جاں بحق ہوئے۔ لطف نے اپنے تذکرے میں ۱۱۸۷ھ وفات اور تخلص امامی لکھا ہے۔ خم خانہ میں مندرجہ بالا شعر کا پہلا مصرع یوں ہے : " گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے میرا "
تذکرہ میر حسن ص ۱۵۔

منہ[1]

اس شکار انداز سے لگ کر کوئی چھٹتی ہے آنکھ
کیوں نہ ہو سوسئے قفا منہ وقت رم نخچیر کا

۳۳۔ امین : (متوفی بعد ۱۸۴۰ء)
تخلص خواجہ[2] امین الدین۔ از رباب عظیم آباد سے ہے۔ منہ
دن کٹا فریاد میں، اور رات زاری میں کٹی
عمر کٹنے کو کٹی، پر کیا ہی خواری میں کٹی

۳۴۔ امین : تخلص[3] [قاضی] امین الدین خان [قاضی وحید الدین خاں] ایک شخص صلاحیت شعار و گزیدہ اطوار ہے۔ منہ
کون آتا ہے یہ کس کے پاؤں کی آواز ہے
ہر صدائے پا میں جس کے سو طرح کا ناز ہے

۳۵۔ امین : تخلص[4] محمد اسماعیل اوّلاً متخلص بہ وحشی تھا، وجہ تبدیل کی معلوم نہیں ہے۔

---

[1] ریاض الفردوس ۸۲۔ ترجمہ گلشن بے خار ۲۷، ایں صرف علی محمد درج ہے، غلط ہے۔ خمخانہ جاوید ۱/ ۲۸۸، تذکرہ ہندی ص ۲، انتخاب ... وقت تحریر مصحفی کہتے ہیں "وہ دہلی چلے گئے تھے اور حافظ رحمت خاں کی شکست کے بعد طبعی موت سے مرے۔"
[2] ریاض الفردوس ص ۸۲، ترجمہ گلشن بے خار ۲، خمخانہ جاوید ۴۴۴، میر حسن ۱۴۳، مرتبہ کی ترتیب بدل جاتی ہے۔
[3] ریاض الفردوس ص ۸۲، ترجمہ گلشن بے خار ۲۹ میں ہے کہ قاضی وحید الدین کے فرزند تھے۔ خمخانہ جاوید ص ۴۴۴ میں ہے کہ ۱۱۹۳ھ میں زندہ تھے مجموعہ نغز ۵،
[4] ریاض الفردوس ص ۸۲، ترجمہ گلشن بے خار ۲۹ خمخانہ جاوید، ۴۴۴ مجموعہ نغز ۶،

منہ

اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم
مکھڑا نظر آجائے لبِ بام کسی کا

۳۶۔ امین: تخلص[1] میر محمد امین بنارسی۔ صاحب ذوقِ سلیم ہے۔ منہ

جی سے کہہ دو کہ آہِ سرد کے ساتھ
ٹھنڈی ٹھنڈی چلے تو چل نکلے

۳۷۔ انجام: (متوفی ۱۱۵۹ھ/ ۴۶-۱۷۴۵ء)
تخلص عمدۃ الملک[2] نواب امیر خان دہلوی امراء عہد محمد شاہ سے ہے۔ منہ

ساتھ اپنے سر کے تھا انجام پاس تمکنت
شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم

---

[1] ریاض الفردوس ۸۲ ترجمہ گلشن بے خار ۳۰ خم خانہ جاوید ج ۱ ص ۲۴۷ پر ہے کہ لیکن انہیں دکھنی، مولف جلوہ خضر بنارسی لکھتے ہیں۔ دکن کے رہنے والے معلوم ہوتے ہیں (سری رام) مجموعۂ نغز ۷۷، محمد آباد بنارس کے رہنے والے۔

[2] ریاض الفردوس ۸۳ ترجمہ گلشن بے خار ۳۲ خم خانہ جاوید ص ۲۵۴ میں تاریخ قتل ۱۱۶۹ھ ہے۔
مجموعۂ نغز ۸۰ ضمیمہ مخزن نکات

---

۳۸ [**انجم لکھنوی**[1] : نواب سید بہادر حسین خان صاحب انجمؔ، سادات نیشاپور سے ہیں، آپ کے اجداد دہلی آئے اور وہاں سے لکھنؤ۔

لکھنؤ میں آئے انجمؔ رہ کے دہلی میں بزرگ
ایک دن وہ تھا کہ اپنا شہر نیشاپور تھا

فروری ۱۹۲۰ء میں انتقال کیا۔ مقبرہ حکیم بندہ مہدی صاحب میں دفن ہوئے۔ اُن کی عمر ۶۰ برس تھی۔ اس لئے ۱۸۶۰ء میں ولادت ہونا چاہیے۔ فوٹوگرافر تھے۔ ایک مثنوی کہی تھی۔ اسیرؔ کے شاگرد تھے۔

اُف ری تاثیر جذب کامل کی
شمع میں آگ لگ گئی دل کی

دیوانگانِ عشق کی بخشش عذاب ہے
پیدا کہاں بہشت میں صحرا کرے کوئی

تیر دل میں، سوز سینے میں ہے سودا سر میں ہے
اپنے اپنے گھر کا مالک اپنے اپنے گھر میں ہے]

---

[1] غالب کے سلسلے میں مجھے ۱۹۴۸ء میں انجم صاحب کے حالات کی جستجو ہوئی تو جناب اولاد حسین صاحب شاعر مرحوم سے تفصیل معلوم ہوئی مرحوم نے اخبار سحاب لکھنؤ یکم اپریل ۱۹۵۰ء میں ایک مضمون لکھا جس کا خلاصہ میں نے اسی زمانے میں لکھ لیا تھا، لیکن جب ضرورت پڑی تو یہ نوٹ نہ ملا، آج دستیاب ہوا تو میں نے کہا اسے مستقل طور پر محفوظ کردوں۔ انجم کے لیے دیکھیے خم خانہ جاوید ۱: ۴۶ اچھا خاصا انتخاب ہے۔

۳۹۔ انشا: (مولود ۵۶،۱۷۵۷ء/۷۰، ۷۲ ۱۱ھ متوفی لکھنؤ ۱۸۱۷ء/۱۲۳۳ھ)
تخلص[1] میر انشاء اللہ مرشد آبادی مولد، مقربان نواب سعادت علی خاں سے ہے۔

منہ

اس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو میں اللہ سے
واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا

جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا
لگا نہ برف میں ساقی صراحی مے لا
قدم کو ہاتھ لگاتا ہوں اُٹھ کہیں گھر چل
خدا کے واسطے اتنے تو پاؤں مت پھیلا
نکل کے وادی وحشت سے دیکھ اے مجنوں
کہ شور و دھوم سے آتا ہے ناقۂ لیلا
گرا جو ہاتھ سے فرہاد کے کہیں تیشہ
درون کوہ سے نکلی صدائے واویلا
نزاکت اُس کے بَیں مکھڑے کی کیا کہوں انشا
نسیم صبح جو چھو جاتے رنگ ہو میلا

---

[1] ریاض الفردوس ۸۳ غزل ص ۵۶ اور ہزل ص ۷۹ ترجمہ گلشن بے خار ۲۳،
تاریخ ادب اُردو طبع مبارک علی ۲۲۵ دستور الفصاحت ۱۰۳،
تذکرہ میر حسن ۱۹ خم خانہ جاوید ۲۶۷ مجموعہ نغز ۸۰

۴۰۔ **انیس** : تخلص امیر[1] الدولہ نواز ش خان دہلوی۔ شاگرد میر نظام الدین ممنون کا ہے۔ منہ

کشتی سے اپنی خبردار رہ کہ آج
رکھتے سرِ شک دیدۂ طوفاں فشاں نہیں

---

۴۱ [**انیس**[2] : خدائے سخن میر ببر علی خلف میر حسن دہلوی اعلی اللہ مقامہما ، اُردو شعر و ادب کی سب سے بڑی شخصیت ۱۸۰۱ء/۱۲۱۶ھ فیض آباد میں پیدا ہوئے اور لکھنؤ ۱۸۷۴ء/۱۲۹۱ھ میں رحلت فرمائی ۔]

۴۲۔ **اوباش** : (۱۷۹۳ء زندہ و جوان تھے)
تخلص[3] امیر الزماں لکھنوی شاگرد غلام ہمدانی مصحفی کا ہے۔ منہ

دل و دیدہ اپنے جو یار تھے سو وہ درد و غم میں پھنسا گئے
ہمیں جس سے چشم اُمید تھی، وہی[4] آنکھ ہم سے چُرا گئے

---

[1] ریاض الفردوس ۲۸، ترجمہ گلشن بےخار ۳۲، خم خانہ جاوید ۲ ۴۹، مجموعۂ نغز ۸۰،
حمید الرحمن عرف میاں جان مخاطب بہ امیر الدولہ نواز ش خان

[2] اضافہ از مرتضیٰ حسین فاضل

[3] ریاض الفردوس ۳۸، ترجمہ گلشن بےخار ۵۳، خم خانہ جاوید ۱ ۵۰۷، ۱۱۹۸ھ میں زندہ ہونے کا ذکر ہے۔ تذکرہ ہندی ص ۲۹ میں بجنوری و شیخ زادگان لکھنؤ سے ہونا بتاتا ہے کہ اس سے مراد شہر بجنور نہیں بلکہ قصبۂ بجنور متصل لکھنؤ مراد ہے۔ سری رام صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ مجموعۂ نغز ۴۹

[4] مصحفی نے یہ مصرع یُوں لکھا ہے :
" ہمیں جن سے چشم امید تھی وہ ہمیں سے آنکھ چُرا گئے "

۴۳۔ ایمان : (متوفی ۱۲۲۱ھ)
تخلص[1] شیر محمد خاں [خلف محمد عاقل نائک] حیدرآبادی اپنے جوار میں زمرۂ اساتذہ معدود ہے۔ منہ

ٹپک پڑتا ہے خونِ دل مرے ایماں آنکھوں سے
مے گلگوں کا جس دم بزم میں ساغر چھلکتا ہے

۴۴۔ بادشاہ : (متوفی ۲۷ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء)
تخلص[2] نصیر الدین حیدر والی ملک اودھ ہے۔ منہ

کیا نزاکت سے گراں ہے سرمہ چشم یار کا
بار کاکل سے کمر کیونکر نہ لچکے بار بار

یہ کس مست کے آنے کی آرزو ہے — کہ ساقی لیے ساغر مشکبو ہے
سمایا ہے جب سے تو نظروں میں میری — جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے
نکل جاوے دم تیرے قدموں کے اُوپر — یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے
اگر اب کی باری شب وصل بولا — چھری اور مرغِ سحر کا گلو ہے
رہے سایۂ بخت بادشہ پر — خداوندِ عالم نگہبان تو ہے

---

[1] ریاض الفردوس ص ۴۳ ترجمہ گلشن بے خار ۳۵ سنہ وفات خم خانہ جاوید ج ۱ ص ۵۲۷ سے نقل ہے۔ مجموعۂ نغز ۹۴۔

[2] سری رام نے خم خانہ جاوید جلد دوم ص ۱ میں پ سے لکھا ہے' مرزا محمد عسکری تاریخ ادب اُردو ص ۳۰۶ ریاض الفردوس ۸۳ غزل ص ۵۹ ترجمہ گلشن بے خار ندارد۔ اس غزل میں ۱۲ شعر ہیں حضرت شاہ زمن ابو المظفر غازی الدین حیدر مرحوم کے فرزند ۲۸ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ ۱۲ اکتوبر ۱۸۲۷ء کو تخت نشین ہوئے علم پرور علم دوست بادشاہ تھے۔

۴۵۔ **بالا**: تخلص بالا[1] میاں، سادات بلگرام سے ہے۔ منہ

رات آہوں کے شررا پنے یہ بیرنگ اُڑے
کوہ سے سنگ بھی پھٹ پھٹ کئی فرسنگ اُڑے

۴۶۔ **بحر**: [متوفی ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء]
تخلص [شیخ امداد[2] علی ولد شیخ امام بخش] ایک شخص ہے، لکھنوی ہیں۔ نام اور احوال سے واقف نہیں ہوں۔ منہ

مانند اشک دامن دولت نہ چھوڑیں گے
آنکھوں سے تم نے ہم کو گرایا تو کیا ہوا

---

[1] ریاض الفردوس ۳۸، شیفتہ ندارد خم خانہ جاوید حصہ اول ص ۳۷۰، سید رحم رسول خلف سید جمال علی عرف کلو میاں پرستار زادۂ سید شاہ نجات اللہ مارہروی ۱۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۵۵ھ میں فوت ہوئے۔

[2] ریاض الفردوس ۸۳، بظاہر گلشن بے خار کا خلاصہ ہے۔ وہ بھی ناسخ کے اس شاگرد کو نہیں جانتے اور اُسے پہلا شاعر ردیف ب کا لکھا ہے۔

[3] خم خانہ جاوید ۵۴۲ میں ہے کہ ۷۵ برس کی عمر پائی۔ دیوان سید محمد خاں رند نے جمع کر کے چھپوایا تھا۔

۴۷۰ برق : (م ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء)

تخلص[1] مرزا محمد رضا لکھنوی، مقرب خدمت واجد علی شاہ والی لکھنؤ کا ہے۔ منہ

پھر چراغ مہر بھی روغن فروز ہے
روشن شراب سے رُخِ جانانہ ہوگیا

آج ارمان مرے دیدۂ تر کا نکلا
کہ ہر اک اشک لیے لختِ جگر کا نکلا

وہ بغل میں بھی رہا تو بھی نہ پایا آرام
دل سے کھٹکا نہ شبِ وصل سحر کا نکلا

ہم سمجھتے تھے کہ جنّت میں لگے گا کیا جی
بارے کچھ اس میں بھی نقشہ ترے گھر کا نکلا

منہ رہا قبر میں بھی کوچۂ جاناں کی طرف
مرگئے پر بھی تصوّر نہ ادھر کا نکلا

ہوگیا مہر قیامت کا نمونہ وہ مجھے
شبِ وصلت میں ستارہ جو سحر کا نکلا

---

[1] ریاض الفردوس ۳۰۸ غزل ص ۹۲ تذکرہ نادر ابہم تاریخ ادب اُردو مرزا کاظم علیخاں مرحوم کے فرزند اور ناسخ کے شاگرد واجد علی شاہ کے مصاحب محمد اسماعیل صاحب پانی پتی ۲۸ راکتوبر ۱۸۵۷ء تاریخ وفات بتاتے ہیں، نقوش غزل نمبر ص ۶۵۹ گل رعنا میں ۲۸ر صفر ۱۳۰۷ھ درج ہے میں نے وفا فرنگی محلی کے دیوان میں قطعہ تاریخ دیکھا ہے جس میں ۱۲۷۴ھ درج ہے جنتری میں ۲۸ر صفر ۱۲۷۴ھ ۲۸ راکتوبر ۱۸۵۷ء کے مطابق ہے۔ خم خانہ جاوید ص ۵۵۵

۴۸۔ **برکت**: تخلص[1] برکت اللہ خان ساکن کوٹانہ ہے۔ اکثر فارسی میں شعر کہتا تھا۔ منہ

جلائیاں تک تپ غم سے دل غمناک سینے میں
اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پاوے خاک سینے میں

۴۹۔ **بقا**: (متوفی ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۱ء بمقام حجاز)
تخلص شیخ محمد[2] بقاء اللہ لکھنوی شاگرد شاہ حاتم و خواجہ میر درد کا ہے۔ منہ
دیکھ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے میں
اس کا میں چاہنے والا ہوں بقا واہ رے میں

۵۰۔ **بہادر**: تخلص[3] راجہ بینی بہادر، راجگان صوبہ بہار سے ہے۔ اچھا کہتا ہے۔ منہ
سیاہی[4] مو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی
ہمارے جامہ کوتہ سے مکی بو نہ گئی

---

[1] ریاض الفردوس ۸۳۔
[2] ریاض الفردوس ۸۳ ترجمہ گلشن بے خار ۳۹ خم خانہ جاوید ۶۰۳، وطن آگرہ ولادت دہلی میں ہوگی، تاریخ وفات ۱۲۰۶ھ تذکرہ میر حسن ۳۲ تذکرہ ہندی ۴۳ مجموعہ نغز ۱۰۰
[3] ریاض الفردوس ۸۳ ترجمہ گلشن بے خار ۴۰ خم خانہ جاوید ۱۶۰۔
[4] گلشن بے خار مع ریاض الفردوس میں "سیاہی منہ" لکھا ہے۔ تصحیح از خم خانہ جاوید۔

۵۱۔ بیتاب : تخلص[1] خدا وردی خاں دہلوی شاگرد میر نظام الدین ممنون کا ہے۔ منہ

مجھ سے وہ ہر دم کہے ہے اپنا خنجر دیکھ کر
قتل کیجے تجھ کو، جی چاہے ہے خنجر دیکھ کر

۵۲۔ بیدار : (۱۲۰۹ھ / متوفی ۱۷۹۴ء)
تخلص [محمد علی عرف] میر محمدی[2] دہلوی مولد، اکبر آبادی مسکن شاگرد مرتضیٰ قلی بیگ فراق کا ہے۔ منہ

ناتوانی سے مری دیکھیو اے دستِ جنوں
رہ گیا ہو نہ کوئی تار گریباں میں چھپا

---

[1] ریاض الفردوس ۸۴ ترجمہ گلشن بے خار ۴۰، رنگین کے چھوٹے بھائی تھے ،
خم خانۂ جاوید ۱۳۱ میں پہلا مصرع یوں ہے :
" مجھ سے کہتا ہے وہ ہر دم اپنا خنجر دیکھ کر "
مجموعۂ نغز ۱۲۸ خدا یردی خان

[2] ریاض الفردوس ۸۴ غزل ۵۳ دیوان بیدار طبع الہ آباد ۱۹۳۷ میں آخری شعر یوں ہے :

شیخ کی مسجد سے اے بیدار کیا ہے تجھ کو کام
سجدہ گہ اپنا صنم کے آستاں کا سنگ ہے

بارہ شعروں کی غزل ہے، ترجمہ گلشن بے خار ۴۴ مقدمہ دیوان بیدار ص ۲ بر بعد مجموعہ نغز" تذکرۂ ہندی ۳۱ تذکرہ میر حسن ۱۳۱ گل رعنا عبدالحی ص ۲۰۰ خم خانہ جاوید ۶۶۳ میں ہے ۱۷۹۴ء آگرہ میں انتقال کیا۔ دو دیوان مرتب کیے تھے ایک قلمی قدیم دیوان میرے کتب خانے میں موجود ہے۔ ترجمہ گلشن بے خار ۴۳۔

کون یاں بازارِ خوبی میں ترا ہم سنگ ہے
حسن کے میداں میں تیرے مہر و مہ پاسنگ ہے

سرمئی آنکھوں کا تیرے جو کوئی بیمار ہو
ایک میل اس کے تئیں رکھنا قدم فرسنگ ہے

میں وہ ہوں دیوانۂ سرخیل ارباب جنوں
ہاتھ میں پتھر لیے ہر طفل میرے سنگ ہے

جائے تکیہ عاشق بے خانماں کو وقت خواب
زیر کوچہ میں ترے یا خشت ہے یا سنگ ہے

یہ صدا گھر گھر کرے ہے آسیا پھر پھر مدام
مشتِ گندم کے لیے چھاتی پہ میرے سنگ ہے

شیخ کی مسجد میں جانا کام کیا بیدار کا
سجدہ میں اپنے صنم کے آستاں کا سنگ ہے

۵۳۔ بیمار؛ تخلص شعرائے رام پور سے ہے[1]، نام سے وقفیت نہیں ہے صاحب ذوق سلیم ہے۔ منہ

---

[1] ریاض الفردوس ۸۳، خم خانۂ جاوید ۲۸۴ پر ہے: شیخ علی بخش ولد شیخ غلام علی ساکن بانس بریلی شاگرد مصحفی و احمد خان غفلت، عالم آدمی تھے، نواب محمد سعید خان کی فرمائش پر رامپور میں بوستان خیال کے کچھ حصوں کا منظوم ترجمہ بھی کیا، کئی دیوان تھے، ۲۴ ربیع الاول ۱۲۷۱ھ میں رامپور میں رحلت کی۔ اس کے علاوہ بیمار حکیم محمد مراد علی اور حکیم جعفر علی میرٹھی کے نام ہیں لیکن مذکورہ شعر کسی کے نام سے نہیں ہے۔

یوں چمکتے ہیں وہ دنداں لب خنداں کے تلے
جس طرح سلک گہر پارہ مرجاں کے تلے

۵۴۔ پروانہ : تخلص[1] محمد بیگ نام شعرائے خیرآباد سے ہے، فن شعر میں خوش فکر معلوم ہوتا ہے۔ منہ

قتل کر مان مت کسو کی قسم
تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

۵۵۔ تائب : تخلص[2] مہتاب رائے کشمیری الاصل دہلوی مولد و مسکن ہے۔

منہ

یا تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

۵۶۔ تجلّی : تخلص[3] میر محمد حسین دہلوی خواہر زادہ تقی میر کا ہے۔ مرد خوش فکر ہے۔ منہ

---

[1] ریاض الفردوس ۴۸، ترجمہ گلشن بے خار ۴۷
[2] ریاض الفردوس ۴۸، ترجمہ گلشن بے خار ۴۷
[3] ریاض الفردوس ۴۷ ۸ ان کے نام اور والد کے نام اور میر صاحب سے رشتے میں اختلاف ہے۔ دیکھیے تذکرۂ ہندی ۵۰، دستور الفصاحت ۷۷، مجموعہ نغز ۱/ ۱۳۴، گلشن بے خار ترجمہ ۴۸ طبقات الشعرا ۱۳۹ سراپا سخن ۲۱۵ شمیم سخن ۳۶ سخن شعرا ۸ طور کلیم ۱۲ خمخانۂ جاوید ۲: ۳۶ تجلی کی مثنوی لیلیٰ مجنوں ۱۲۴۴ھ میں چھپ چکی ہے۔

مری وفا پہ تجھے روز شک تھا اے ظالم
یہ سر، یہ تیغ ہے لے اب تو اعتبار آیا؟

۵۷۔ **تجمّل** : تخلص[1] شعرائے لکھنؤ سے ہے، نام سے واقف نہیں ہوں۔ آدمی خوش فکر ہے۔ منہ

جس کے گھر کے میں یہ دیدۂ تر بیٹھ گیا
اُٹھتے اُٹھتے مرے آخر کو وہ گھر بیٹھ گیا

۵۸۔ **ترقّی** : تخلص[2] مرزا تقی خان رؤسائے فیض آباد سے ہے۔ صاحب ذوق سلیم ہے۔ منہ

ساکنانِ کعبہ نے کی بُت پرستی اختیار
وہ صنم نامِ خدا کیا ان دنوں جوبن پہ ہے

۵۹۔ **تسکین** : (۱۸۴۸ء[3] کے بعد وفات پائی)
تخلص، سعادت علی نام [خلف میر علی حامد برادر زادہ د] شاگرد میر قمرالدین منت کا ہے۔ منہ

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم میں یار میں
خط بھی لکھا جو ہم کو تو خط غبار میں

---

[1] ریاض الفردوس ۸۴ ترجمہ گلشن بے خار ۵۰ یہی فقرات اور یہی شعر ہے۔
[2] ریاض الفردوس ۸۴ ترجمہ گلشن بے خار ۵۰ خم خانہ جاوید ۵۲ مجموعہ نغز ۱۳۸۔
[3] ریاض الفردوس ۸۴ ترجمہ گلشن بے خار ۵۱ مجموعۂ نغز ۱۳۹

۶۰ [تشفی[1] : نواب باقر علی خان۔ درس نظامی کے فاضل محب اہل بیت، دیندار لکھنوی شاعر ہیں۔ مثنوی ضمیر الاخبار اور مثنوی گنج نعمت (کھچڑے کی تعریف میں) میری نظر سے گزری ہے۔ گنج نعمت ۱۲۸۱ھ میں چھپی ہے اور بظاہر مصنف اس وقت زندہ تھے]

۶۱۔ تمنّا : تخلص[2] محمد اسحاق خان مرد عاشق مزاج تھا۔ اسی خیال میں مرگیا۔ منہ

جس کے غم میں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں
کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں

۶۲۔ تنہا : (متوفی ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۷ء)
تخلص[3] محمد عیسیٰ دہلوی نژاد، لکھنوی مسکن، شاگرد غلام ہمدانی مصحفی کا ہے۔

منہ

تھم کے بے وجہ تڑپتے نہیں بسمل تیرے
آب خنجر سے یہ رہ رہ کے مزہ لیتے ہیں

---

[1] اضافہ از حقیر، یہ نام زیر نظر تذکروں میں موجود نہیں ہے۔
[2] ریاض الفردوس ص ۴۴ ترجمہ گلشن بے خار ۵۴۔
[3] ریاض الفردوس ۴۴ ترجمہ گلشن بے خار ۵۵ خم خانۂ جاوید جلد دوم صفحہ ۳۴۴، گلستان بے خزاں طبع لکھنؤ صفحہ ۱۵ پر ہے۔
"تنہا: تخلص محمد عیسیٰ نام مولد شاہ جہاں آباد اقامت لکھنؤ میں پایا نظم و نسق سخن میاں مصحفی مرحوم سے ہاتھ آیا سخن عیسیٰ مردگاں مضمون کہ زندگی کی ہوس ہے

غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری میں ہزار رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

۶۳۔ **ثاقب** : تخلص[1] شاہ شمس الدین شعرا زمان پاستان سے، شاگرد شاہ مبارک آبرو کا ہے۔ منہ

مرے ادب نے رکھا مجھ کو یاں تلک محروم
کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو نہ اُڑا

۶۴۔ **جانی** : تخلص، بیگم جان[2] نام مشہور بہ بہو بیگم [نواب بیگم، صحیح] زوجہ نواب آصف الدولہ بہادر کی ہے۔ منہ

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتواں کی
ہر رگ میں نیش غم ہے کہیے کہاں کہاں کی

۶۵۔ **جذب** : تخلص[3] میر عزت اللہ خاں معروف بہ میر بھکاری شعرائے بریلی سے ہے۔ منہ

جو کر حلقہ بگوش نتھ کے ہیں
ناک میں اُن کے جان آئی ہے

---

[1] ریاض الفردوس ۸۴، ترجمہ گلشن بے خار ص ۵۶۔

[2] ریاض الفردوس ۸۴، ترجمہ گلشن بے خار ۵۸، بہارستان ناز ۱۲۱ طبع مجلس

[3] ریاض الفردوس، ترجمہ گلشن بے خار ۵۹، خمخانہ جاوید ۲۱۶، مجموعۂ نغز ۱۵۴۔

۶۶. **جرأت**: (مولود ۱۱۶۳ھ / متوفی ۱۲۲۴/۵ھ)
تخلص، قلندر بخش[۱] دہلوی مولد، لکھنو(ی) مسکن۔ اُستاد فن شعر کا ہے منہ

سنیو شوخی کہ یہ کہتا ہے وہ قاصد سے مرے
نامہ لے، پر ابھی واں جانے میں تاخیر لگا

بلائیں[۲] ہاتھوں نے میرے جو لیں تمہاری رات
بلائیں ہاتھوں کی لیتا رہا میں ساری رات

پڑے تڑپتے ہیں بستر پہ آ ہیں بھر بھر کے
جو یاد آتی ہے صورت پیاری پیاری رات

پلک ذرا نہ جھپکتی تھی، دل دھڑکتا تھا
کسی کے وعدہ پہ حالت تھی یہ ہماری رات

ترے مریض پہ کیا جانے کیا ہوا تا صبح
کہ لوگ کرتے تھے گرد اس کے اشکباری رات

یہ ہائے اب تو وہ صحبت نہیں ہے خواب میں بھی
اسی خیال میں ہم جاگتے ہیں ساری رات

شبِ فراق کٹی کس طرح سے اسے جرأت
یہ رات وہ ہے کہ کہتے ہیں جس کو بھاری رات

---

[۱] ریاض الفردوس، ۵۷، غزل صفحہ ۵۵ سے نقل کی ہے۔ خم خانہ جاوید ج ۲، ص ۲۱۸، آب حیات ۲۳۶۔ مجموعۂ نغز[۱۵۵] جرأت پر مفصل کام ہو چکا ہے۔
[۲] خم خانہ جاوید میں ہے " بلائیں ہاتھوں سے میں نے جو لیں تمہاری رات"
یہ غزل نہ شیفتہ نے پوری لکھی ہے نہ سری رام نے۔

۶۷۔ **جنوں :** تخلص[1] مرزا نجف علی خاں شعرائے خوش فکر بنارس سے ہے۔

منہ

اپنے چہرے سے مت نقاب اُلٹ
دیکھ جاوے گا آفتاب اُلٹ

۶۸۔[**جواں :** کاظم بیگ[2]۔ منہ

دیکھ داغ عشق دل میں، فکر نے دیواں کیا
ہم نے وہ خورشید تاباں مطلع دیواں کیا
سوز ہے سینے میں اس کا جس نے ابراہیمؑ پر
آتشِ نمرود لالہ، دود نافرماں کیا
کشتہ اُس کی تیغ کا ہوں جس پہ اسمٰعیلؑ نے
جان کو عبث آپ کو کس شوق سے قرباں کیا
گرمی بازارِ حسن اس کی مہ کنعاں نے دیکھ
سود سودا جان کر بیعانہ نقدِ جاں کیا
کوئی بیخود، کوئی دیوانہ، کوئی مجذوب ہے
عشق نے اس کے یہ رنگ عالمِ امکاں کیا]

---

[1] ریاض الفردوس ص ۴۸، ترجمہ گلشن بے خار ۴۶
[2] یہ نام اور تخلص تذکرہ میں نہیں، البتہ حصہ انتخاب غزلیات میں صفحہ ۶۲ پر ہے جو میں نے "جواں" کی اہمیت کے پیش نظر نقل کر لی۔

خوں بہا دل کا مری اُس چشم گوہر بار نے
پنجۂ مژگاں کو رشکِ پنجۂ مرجاں کیا
اے جواں تو عندلیبِ گلشنِ توحید ہے
کیوں برنگِ گل گریباں چاک تا داماں کیا

۶۹۔ جوشش : (۱۷۹۳ء میں زندہ تھے)
تخلص[1] رحیم شاہ جہاں آبادی۔ شاگرد غلام ہمدانی مصحفی۔ منہ
یاد آئی کسی کی چال ہمیں
ہمنشیں! ہم چلے سنبھال ہمیں

۷۰۔ جولاں : تخلص میر حسن[2] علی خاں شعرائے دکن سے ہے۔ منہ
اب ایسے جام میں ساقی شرابِ ارغوانی بھر
کہ جس کو دیکھ کر زاہد کے منہ میں آئے پانی بھر

۷۱۔ جہاں دار : (متوفی ۲۵ شعبان ۱۲۲۰ھ/یکم جون ۱۷۸۸ء)
تخلص مرزا جہاندار[3] شاہ ولی عہد شاہ عالم بادشاہ کا ہے منہ

---

[1] ریاض الفردوس ۸۵ ترجمہ گلشن بے خار ص ۹۸۔
[2] ریاض الفردوس ۸۵ ترجمہ گلشن بے خار ۹۹ خم خانۂ جاوید ج ۲ ص ۲۹۵ مجموعہ نغز ۱/۱۷۱
[3] ریاض الفردوس ۸۶ ترجمہ ۹۹ خم خانۂ جاوید ج ۲ ص ۳۲۳ مجموعہ نغز ۱/۱۷۵) محبی جناب ڈاکٹر وحید قریشی نے دیوان جہاندار پر تحقیق فرمائی ہے۔ ایک مبسوط مقدمہ کے ساتھ یہ دیوان مجلس ترقی ادب لاہور سے چھپا ہے۔ شفیق: طبقات الشعراء ص ۳۹۳

[نرگس] مرکبس کے انتظار میں یہ بے اجل گیا
آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا

۷۲۔ جینا بیگم : حال[1] اس کا مثل جمال اس کے پردہ اختفا میں رہا۔ منہا
یہ کس کے آتش غم نے جگر جلایا ہے
کہ تا فلک مرے شعلے نے سر اٹھایا ہے

۷۳۔ حاتم : (مولود ۱۱۱۱ھ/ ۱۶۹۹ء متوفی ۱۱۹۷ھ/ ۱۷۸۳ء)
تخلص[2] شیخ ظہیرالدین دہلوی معروف بہ شاہ حاتم تازہ خیالان قدیم سے سب سے بنہ
اس قدر کی صرف تسخیر پری رویان میں عمر
رفتہ رفتہ نام میرا اب پری خواں ہو گیا

سرو اس کے قد سے گر دعویٰ کرے گلشن میں آج
چیر ڈالے ناخن آرہ بنا شہپر سے آج
خال دانہ، زلف دام، ابرو کماں، مژگاں ہے تیر
دل ہمارا اسہل ب کھلتا ہے کار ابتر سے آج

---

[1] ریاض الفردوس ۸۵ ۔ گلشن بے خار کا ترجمہ ہے۔ کوئی کمی زیادتی نہیں۔ بہارستان ناز طبع مجلس ترقی ادب صفحہ ۱۳۳ پر ہے "جینا بیگم نام نبت میرزا بابر محل خاص میرزا جہاندار شاہ سعید ۱۔ ۵ شعر [2] ریاض الفردوس ۸۵ ترجمہ گلشن بے خار ۱۷، مخزن نکات طبع مجلس ترقی ادب ص ۶۰، خم خانہ جاوید ۲ ۳۴۲ مجموعہ نغز ۱۷۹۔ شوق طبقات الشعراء ص ۴۷

زلف چشم و خال و خط چاروں ہیں دشمن دین کے
حق رکھے ایماں سلامت ایسے کفر و شر سے آج
ہاتھ مت کھینچ اے جنوں تجھ کو مرے سر کی قسم
ایک جیب تک بھی رہے تارِ گریباں سر سے آج
ہاتِ دن جاری ہے عالم میں مرا فیضِ سخن
گو گدا ہوں محتاج، پر حاتم ہوں اس جوہر سے آج

۷۴۔ **حالی:** تخلص میر محب[1] علی شعراء مرشد آباد سے ہے۔ منہ

عوض میں بوسے کے دی ہے گالی سوال دیگر جواب دیگر
یہ طرز تو نے نئی نکالی، سوال دیگر جواب دیگر

۷۵۔ **حسرت:** (مولود تقریباً ۱۱۵۵ھ متوفی ۱۲۰۷ھ)
تخلص[2] جعفر علی لکھنوی شاگرد سروپ سنگھ دیوانہ کا ہے۔ منہ

گیا دل سو گیا، رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا
اگر رو رو کے جی کھوئے تو پیدا دل نہیں ہوتا

---

[1] ریاض الفردوس ۸۵، ترجمہ گلشن بے خار ۷۲، مجموعہ نغز ۱۹۴،
[2] ریاض الفردوس ۸۵، ترجمہ گلشن بے خار ۷۳،
نور الحسن صاحب نے لکھنؤ سے دیوان حسرت معہ تصویر و مقدمہ شائع
کر دیا ہے۔ مجموعۂ نغز ۲۰۷، شوق: طبقات الشعراء ص ۲۹۰۔
بقیہ ص ۶۷۔ خاتم کی اس غزل کے شعر مجموعۂ نغز ص ۱۸۴ پر ہیں اور بہت مختلف صورت میں ہیں۔

گل جو پہنچی تری آواز مرے کان کے بیچ
آ گئی سنتے ہی بس جان مری جان کے بیچ
سخت ہے خوف مجھے دل کا خدا خیر کرے
آگ سی بھڑکے ہے اس سینۂ سوزاں کے بیچ
وائے اے فصل خزاں سیر نہ دیکھا گل کو
اور ہی رنگ ہوا باغ کا اک آن کے بیچ
رو رو اک شاخ پہ گل بیٹھی ہوئی بلبل زار
حسرت اس شعر کو پڑھتی تھی گلستان کے بیچ

۷۶۔ **حسن :** (مولود ۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء تقریباً متوفی روز عاشورہ ۱۲۰۱/۱۷۸۶ء) تخلص[۱] سید غلام حسن دہلوی صاحب مثنوی بدر منیر شاگرد میر ضیاء الدین ضیاؔ کا ہے۔ منہ

اظہار خموشی میں ہے سو طرح کی فریاد
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

یہ کیا عشق آفت اُٹھانے لگا !
مرے دل کو مجھ سے چھڑانے لگا !

---

[۱] ریاض الفردوس ۸۵، تفصیلی حالات و تحقیقات شائع ہو چکے ہیں۔ ترجمہ گلشن بے خار ۵۷، مجموعۂ نغز ۲۰۲ ۔ مقدمہ تذکرۂ شعرائے اُردو طبع ۱۹۴۰ء۔ شوق: طبقات الشعراء طبع مجلس ترقی ادب ص ۳۲۹

بلا میرے دلبر کو مجھ سے خدا
نہیں تو مرا دل ٹھکانے لگا
فلک تو نے ایسا ہنسایا نہ تھا
کہ جس کے عوض اب رلانے لگا
نہیں، مجھ کو دشمن سے شکوہ حسن
مرا دوست مجھ کو ستانے لگا

۷۷۔ حسین : تخلص نواب[۱] غلام حسین خاں شعرائے ممتاز شاہ جہاں پور سے ہے۔ منہ

تقدیر کسی کی ہو دہلتا ہے مرا دل
زنجیر کی جھنکار ہوں کوڑے کی صدا ہوں

کرو نہ چارہ گرو سرزنش دوا کے لیے
مریض ہجر کو تم چھوڑ دو خدا کے لیے
نہال حسن کے پھل ہم نے دل جلا کے لیے
کہ بوسہ ہائے ذقن جیسے ہاتھ اٹھا کے لیے
بتوں کی چشم سیہ، کار سرمہ کرتی ہے
زبان مختلف رند و پارسا کے لیے

---

[۱] ریاض الفردوس ۸۵ ترجمہ گلشن بے خار ۷۹ خم خانہ جاوید ۴۶۴ میں کہ ۱۲۹۶ھ تک زندہ تھے۔

بلا نشانہ ہے مجذوب کا رجاذب میں
گیاہ خشک ہوئی جذب کہربا کے لیے
مسیح تیر بھی خواہاں نہیں مصیبت دوست
کسی کے درد کا دشمن نہ ہو خدا کے لیے
حسین فکر سخن سے مجھے معاف رکھو
جگر کو بیپ کرے کون واہ وا کے لیے

۷۸۔ **حشمت** : تخلص[1] میر محمد علی شعرائے متقدمین سے ہے۔ منہ
خط نے ترے حسن کو گنوایا
یہ سبز قدم کہاں سے آیا

۷۹۔ حضور : تخلص[2] لالہ بالمکند کھتری دہلوی، شاگرد میر درد کا ہے منہ
یہ جو چشم پُرآب ہے دونوں
ایک خانہ خراب ہیں دونوں

۸۰۔ حقیر : تخلص[3] میر امام الدین معروف بہ میر کلو شعرائے شاہ جہاں آباد سے

---

[1] ریاض الفردوس ۸۶ ترجمہ گلشن بے خار ۹۷ خم خانہ جاوید ۴۷۴، روہیلوں کی جنگ ۱۱۸۵ھ میں قتل ہوئے۔ مخزن نکات ۶۵ [2] ریاض الفردوس ۸۶ ترجمہ گلشن بے خار ۹۷ خمخانہ جاوید ۴۷۷ میں ہے کہ غدر سے پہلے انتقال کیا۔ مجموعہ نغز ۲۱۲۔
[3] ریاض الفردوس ۸۶ ترجمہ گلشن بے خار ۸۲ خم خانہ جاوید ۴۸۹ مجموعۂ نغز ۲۱۶۔

ہے۔ منہ

ہوں ہست و نیست عالم تصویر کی طرح
گویا ہوں لو خموش ہوں زنجیر کی طرح

۸۱۔ **حقیقت** : (متوفی ۱۲۶۰ھ)
تخلص[۱] میر شاہ حسین بریلوی مولد۔ لکھنوی مسکن شاگرد جرأت کا ہے۔ منہ

کیا ترے عشق میں اے عربدہ جو ہاتھ لگا
زیست سے ہاتھ بھی دھویا پہ نہ تو ہاتھ لگا

۸۲۔ **حکیم** : تخلص[۲] محمد اشرف خاں ابن حکیم شریف خاں اطبار نامدار دہلی سے ہے۔ منہ

میرے رونے نے مجھ کو اس سے کھویا
مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا

خفا ہم سے وہ سیم بر ہو گیا
تو خوں غم سے دل اور جگر ہو گیا

ملے جو رک رک کے وہ مجھ سے شاید
مری آہ کا کم اثر ہو گیا

کرے ہے جو بلبل سے گل ناز ایسا
خزاں سے کہیں بےخبر ہو گیا

ذرا لے خبر او مسیحا کہ تیرا
مریض اب چراغ سحر ہو گیا

---

۱ ریاض الفردوس ص ۵۸ ترجمہ گلشن بے خار ۸۰ خم خانہ جاوید ۴۹۱ مجموعہ نغز ۲۱۹
۲ ریاض الفردوس ص ۸۵ غزل ص ۷۰ ترجمہ گلشن بے خار ۱۸ خم خانہ جاوید ۴۹۲ مجموعہ نغز ۲۲۰

۸۳۔ **حیا :** تخلصؔ، ایک شخص خوش فکر تھا۔ اس کے نام و وطن سے مجھ کو خبر نہیں ہے۔ منہ

جگر کو تھام کے دل کو دیا جو صبر تو کیا
تڑپ تڑپ کے گزاری تو کیا گزاری رات

۸۴۔ **حیدر :** تخلص میر[2] حیدر علی لاہوری نژاد اولاد سے شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ سے ہے۔ منہ

ارادہ ہے بڈھب کچھ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنی دیوار و در کا

۸۵۔ **حیران :** تخلص[3] میر حیدر علی شاہ جہاں آبادی مولد، شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ کا ہے۔ منہ

دم نکلتا ہے اب کوئی دم میں
بیٹھ گیا، کچھ نہیں رہا ہم میں

۸۶۔ **حیرت :** تخلص[4] غلام فخر الدین روساکالپی سے ہے۔ منہ

---

[1] ریاض الفردوس ۸۶ مرزا رحیم الدین نام مولود ۱۲۱۲ھ متوفی ۱۲۴۴ھ خمخانہ جاوید ج ۲ ص ۵۱۴
[2] ریاض الفردوس ۸۶ ترجمہ گلشن بے خار ۴۸ مجموعہ نغز ۲۲۵ خم خانہ ۵۲۸/۲
[3] ریاض الفردوس ۸۶ ترجمہ گلشن بے خار ۴۳ خم خانہ جاوید ۵۴۳ پر ذرا تفصیل ہے مجموعہ نغز ۲۲۳
[4] ریاض الفردوس ۸۶ ترجمہ گلشن بے خار ۴۲ خم خانہ جاوید ۵۴۴ مجموعہ نغز ۲۲۳

ہم اِس بزم سے یوں پُر ارمان نکلے
جوانی میں جس طرح سے جان نکلے

۸۷۔ حیف : تخلص[1] میر چراغ علی لکھنوی شاگرد میر شیر علی افسوس کا ہے منہ
جس کی ہر اُمید مبدل بہ یاس ہو
کیا اُس مریض عشق کے جینے کی آس ہو

۸۸۔ خان : تخلص[2] محمدی خان دکنی، شاگرد سعادت یار خان رنگین کا ہے منہ
یاد جس وقت تری آتی ہے
مجھ کو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے

۸۹۔ خان : [محمد اشرف خان دہلوی شاگرد مصحفی]
آ کے سجادہ نشیں قیس ہوا میرے بعد
نہ رہی دشت میں خالی مری جا میرے بعد
تیز رکھنا سرِ ہر خار کو اے دشتِ جنوں
شاید آ جاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد
اس لیے کرتا ہوں میں چاک کفن کو اپنے
کون کھولے گا مرے بند قبا میرے بعد

---

[1] ریاض الفردوس ۸۶ ترجمہ گلشن بے خار ۸۴ خم خانہ جاوید ۵۶۰ مجموعہ نغز ۲۲۹
[2] گلشن بے خار میں محمد خاں نام اور یہی شعر درج ہے، ریاض الفردوس ۸۷ مجموعہ نغز ۲۲۱

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے
یاد آوے گی تجھے میری وفا میرے بعد
جا کے کہہ دیوے کوئی خاںؔ کی زبانی اتنا
اب نہیں آتے ہو پھر آؤ گے کیا میرے بعد[1]

۹۰۔ خرد: تخلص[2] نواب فخرالدین خان شعرائے شاہ جہاں آباد سے ہے۔

منہ

لبوں پہ جان ہے جلدی پہنچ کہیں ظالم
یہ آرزو ہے کہ دم تیرے رُو برُو نکلے

[1] ریاض الفردوس ص ۶۲ حصہ انتخاب غزلیات میں اس غزل کا عنوان "خاں" ہے۔ لیکن یہ غزل اشرف خاں دہلوی لکھنوی شاگرد مصحفی کی ہے۔ دیکھیے خم خانہ جاوید ج ۳ ص ۸ جس میں اس غزل کے یہ تین شعر ہیں:

رہی کچھ تھوڑی سی وحشت کی ہوا میرے بعد ۔۔۔ پہلے میں وحشی ہوا قیس ہوا میرے بعد
تو ابھی سے تو نہ اس بُت کی طرفداری کر ۔۔۔ مجھ سے ہو جائیو اے دل تو جدا میرے بعد
اس بُرائی کے سزاوار ہمیں ہیں پیارے ۔۔۔ گالیاں کس کو سُناؤ گے بھلا میرے بعد

اس کا پہلا دیوان مستند عندلیب شادانی کے پاس ہے جس کا تعارف "نقوش" لاہور مئی ۱۹۵۲ء ص ۱۳۶ میں ہے، اس نے مصحفی کا قطعہ تاریخ کہا ہے:

بہر سیر حسن حوران بہشت ۔۔۔ مصحفی نے قصد جنت جب کیا
مجھ سے ہاتف نے کہا آ خاں وہیں ۔۔۔ برج خاکی میں ہوا گھر ماہ کا
۱۲۴۰ھ

[2] ریاض الفردوس، ۸۷ ترجمہ گلشن بے خار ص ۸۷، خم خانہ جاوید ج ۳ ص ۱۳۔

۹۱۔ **خستہ** : تخلص[1] غلام قطب (بخش) اولاد سید محمد کرمانی سے۔ شاگرد بھورے خاں آشفتہ کا ہے۔ منہ

جلوہ اُس بُت نے جو ناگاہ لبِ بام کیا
روزِ خورشید درخشاں کا وہیں شام کیا

۹۲۔ **خلیق** : (متوفی ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء تقریباً)
تخلص[2] میر مستحسن ابن میر حسن شاگرد مصحفی۔ شعراء مرثیہ گو میں معدود ہے۔

منہ

کِس کے خرامِ ناز کا پامال ہوں خلیق
لگتی ہے چوٹ دل کو مرے ہر قدم کے ساتھ

مرغانِ[3] قفس کرتے ہیں سب مدح سرائی
کیا فصلِ بہاری کی چمن سے خبر آئی
عاشق کو جو نرگس نے کہیں آنکھ دکھائی
کر چاک گریباں نسیمِ سحر آئی

---

[1] ریاض الفردوس ۸۰، ترجمہ گلشن بے خار ۸۸ میں غلام قطب اور خم خانۂ جاوید ۱۲ پر قطب بخش نام ہے۔ مجموعۂ نغز ۳۵

[2] ریاض الفردوس ۸۰، ترجمہ گلشن بے خار ۸۹ خم خانۂ جاوید ۳۳، مجموعۂ نغز ۲۳۶،

[3] ریاض الفردوس ۵۹ خم خانہ جاوید ۳۴۔

اُس یار کے ملنے کی جو اُمیـد مجھے تھی
کیا راہ گئی بھول، قضـا تو کدھر آئی
جس گھر میں بہم رہتے تھے مدت سے ہم اور یار
خالی جو مکاں دیکھا مری چشم بھر آئی
ایسا بھی کوئی رُسوا ہوا ہوگا جہاں میں
آفت جو خلیق جگر افگار پہ آئی

۹۳۔ خیال: (۱۸۴۳ء میں فوت ہوئے)
تخلص غلام حسن[۱] خاں، مرد خوش فکر اُمراء زادگان دہلی سے ہے۔ منہ
جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا مہ پارہ غرفے میں
کہ جوں چلمن خشک رہ گیا نظارہ غرفے میں

۹۴۔ دارا: (متوفی ۱۱ جنوری ۱۸۴۹ء)
تخلص[۲] مرزا [محمد] دارا بخت بہادر فرزند ارجمند بہادر شاہ ظفر کا ہے۔ منہ
کسی کی چشم میگوں کا تصور ہم کو ہے دارا
قدم اُٹھتا نہیں ہے لغزش مستانہ رکھتے ہیں

---

[۱] ریاض الفردوس، ۸۔ ترجمہ گلشن بے خار ۹۰۔ غلام حسن خاں خاندان بزرگ اللہ خان برکت سے تھے۔ خم خانہ جاوید ۸۹، غلام حسین خاں برادر زادہ و شاگرد برکت اللہ خان برکت ۱۸۴۳ء میں فوت ہوئے۔ مجموعہ نغز ۲۳۸،
[۲] ریاض الفردوس، ۸۔ ترجمہ گلشن بے خار ۹۱ خم خانہ جاوید ۱۰۱ تاریخ وفات درج ہے۔

۹۵۔ داغ : تخلص[1] میر مہدی فرزند میر سوز لکھنوی کا جوان خوش رُو و زیبا شمائل تھا۔ منہ

اسی کے پاس تھا دل کیا ہوا اے ہم نشیں دیکھو
اِدھر دیکھو اُدھر دیکھو، یہیں دیکھو کہیں دیکھو
اسی کے پاس ہے رہ رہ کے یہ جو مسکراتا ہے
اسی کی جیب دیکھو، ہاتھ دیکھو، آستیں دیکھو
پکڑنا چور کا مشکل نہیں گر کچھ سمجھ ہووے
ہوائی رنگ دیکھو، ماہتابی سی جبیں دیکھو

۹۶۔ داؤد : تخلص[2] شعرائے متقدمین سے ہے۔ شاید متخلص باسم ہو۔ منہ

چاندنی کی سیر کو کس طور نکلے وہ صنم
دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہیں

۹۷۔ درد : (متوفی ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۵ء)

---

[1] ریاض الفردوس ۸۷، ترجمہ گلشن بے خار ۹۱، خم خانہ جاوید ۳۔۱۰۲ میر مجدی نام لکھا ہے۔ غزل کے تینوں شعر ریاض الفردوس ص ۶۸ پر ہیں۔ یہی تینوں شعر شیفتہ اور سری رام نے لکھے ہیں۔

ریاض الفردوس ۸۷، ترجمہ گلشن بے خار ۹۲

[2] ریاض الفردوس ۸۷، ترجمہ گلشن بے خار ۹۲ پر یہی بات لکھی ہے۔ گردیزی ص ۶۰ پر شاگرد عزلت ہے۔

تخلص[1] خواجہ میر درد دہلوی شاعر بے مثل زمرۂ اساتذہ میں معدود ہے۔ منہ

دل بھی اے درد قطرۂ خوں تھا
آنسوؤں میں کہیں گرا ہوگا

قتلِ[2] عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا
رات مجلس میں تری حُسن کے شعلے کے حضور
شمع کے مکھ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن
میں نے پوچھا تو کہا خیر، یہ مذکور نہ تھا
باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے
واں پہ پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا
درد کے ملنے سے اے یار بُرا کیوں مانا
اس کو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا

۹۸- دردمند : تخلص[3] کریم اللہ خاں دہلوی شعرائے عہد شاہ عالم بادشاہ سے ہے۔

---

[1] ریاض الفردوس، ۸۷ مشہور شاعر ہیں، ان کا دیوان محبی خلیل الرحمن داؤدی صاحب نے بڑے تحقیقی مقدمہ کے ساتھ مرتب فرمایا ہے اور مجلس ترقی ادب لاہور سے چھپ گیا ہے
ترجمہ گلشن بے خار ۹۲ مجموعہ نغز ۔ ۲۴۰۔ [2] یہ غزل ریاض الفردوس ص ۵۰ پہ ہے۔ خمخانۂ
جاوید و دیوان سے کچھ اختلاف ہے۔ [3] ریاض الفردوس، ۸۷، ترجمہ گلشن بے خار ۹۲ مجموعہ نغز ۲۵۳۔

منہ

کنارے سے کنارہ کب ملے ہے ہجر کا یارو
پلک لگنے کا مضموں دیدۂ پُر آب کیا جانے

۹۹۔ درویش : تخلص[1] میر شاہ علی دہلوی شاگرد میر نظام الدین ممنون کا ہے۔
منہ

ایک شب بیٹھے تھے جس گھر میں کبھی یار سے مل
روز روتے ہیں وہاں کے در و دیوار سے مل

۱۰۰۔ دل : تخلص[2] شمس الدین متوکلان ورع پیشۂ دہلی سے ہے۔ منہ
صبح ہو آئی ہے اور رات چلی جاتی ہے
تیری اب تک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

۱۰۱۔ دلسوز : تخلص[3] خیراتی خاں باشندگان قصبہ ٹپل سے۔ شاگرد شاہ نصیر کا ہے۔ منہ

---

[1] ریاض الفردوس ۸۷، ۸۸ ترجمہ گلشن بے خار ۹۵ مجموعۂ نغز ۲۵۴
[2] ریاض الفردوس ۸۷، ۸۸ ترجمہ گلشن بے خار ۹۵ مجموعۂ نغز ۲۵۴
[3] ریاض الفردوس ۸۸ ترجمہ گلشن بے خار، ۹ خم خانہ جاوید ۱۹۴ میں ہے کہ ۱۸۲۵ء کے قریب جے پور میں فوت ہوئے۔ تذکرہ شعرائے جے پور تالیف احترام الدین شاغل میں ان کا ذکر موجود نہیں۔

جگر فراق کے صدمے سے لالہ زار رہا
یہاں خزاں میں سدا موسمِ بہار رہا

۱۰۲۔ **دولھن بیگم**: حال اس مثالِ جمالِ اس کے پردے میں رہا۔ منہا
جہاں کے باغ میں ہم بھی بہار رکھتے ہیں
مثالِ لالہ کے دل داغ دار رکھتے ہیں

۱۰۳۔ **دیوانہ**: (متوفی ۱۲۰۶ھ/ ۱۷۹۱ء)
تخلص [2] رائے سرپ سنگھ مشاہیر شعرائے بلاد شرقیہ سے ہے۔ منہ
جان پر آ بنی ہمدم تری خاموشی سے
بات کچھ بن نہیں آتی ہے اب اظہار بغیر

---

[1] ریاض الفردوس ۸۰ ترجمہ گلشن بے خار ۹۸ بہارستان ناز ص ۱۴۱ میں انتظام الدولہ باپ کا نام اور شوہر کا نام آصف الدولہ بہادر مرحوم لکھا ہے اور کہا ہے کہ عروض میں ماہر تھیں۔

[2] ریاض الفردوس ۸۸ ترجمہ گلشن بے خار ۹۹ مجموعۂ نغز ۲۵۸ خم خانہ جاوید، ۲۱ تاریخ وفات ۱۲۰۴ھ درج میں کسی مستند ماخذ سے تاریخ لکھی ہے۔ حوالہ اب یاد نہیں۔ حاشیہ مقدمہ کلیات جعفر علی حسرت ص ھ کی عبارت ہے: "رائے سروپ سنگھ دیوانہ شجاع الدولہ کے دیوان راجہ مہا نرائن کے بھلانجے تھے۔ خاندان پنجاب کا تھا۔ دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت دہلی ہی میں ہوئی۔ اُردو فارسی دونوں میں شعر کہتے تھے اور بہت کہتے تھے روزانہ پانچ پانچ غزلیں کہہ لیتے تھے، دہلی سے لکھنؤ آگئے تھے، فارسی میں مرزا فاخر مکیں کے شاگرد تھے۔ اپنے زمانے کے بہت خوش مزاج اور خوش باش رئیسوں میں تھے۔ ۱۹۔ رمضان ۱۲۰۳ھ میں وفات پائی (باغ معانی، سفینۂ ہندی، انیس الاحبا) بعض تذکروں میں ۱۲۰۶ھ لکھا ہے۔

۱۰۴۔ **ذکا**: تخلص ذکا، اللہ خان اولاد حافظ رحمت خان مرحوم سے ہے۔ منہ

آہ کس طرح سے اس پردہ نشیں کو دیکھوں
اس کے گھر میں تو کوئی روزنِ دیوار نہیں

۱۰۵۔ **ذوق**: (مولود اا، ذی الحجہ ۱۲۰۴ھ/ ۱۷۹۰ء وفات شب چہار شنبہ ۲۳ صفر، ۱۲۷۱ھ ۱۶، نومبر ۱۸۵۴ء)
تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بہ خاقانی ہند، شاعرِ بے مثل ہے۔ منہ

ہم ہیں اور سایہ ترے کوچے کی دیواروں کا
کام جنت میں ہے کیا ہم سے گنہگاروں کا

مزے جو موت کے عاشق بیاں کبھو کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
غرض تھی کیا ترے تیروں کو آبِ پیکاں سے
مگر زیارتِ دل، کیونکہ بے وضو کرتے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو توڑیں گے
تو گل کبھو نہ تمنائے رنگ و بو کرتے

لہ ریاض الفردوس ۸۸ ترجمہ گلشن بے خار ۱۰۰۔
لہ ملاحظہ ہو ریاض الفردوس ۸۸ آبحیات اور ڈاکٹر تنویر احمد علوی کی تحقیقی کتاب ذوق، طبع مجلس ترقی ادب، نیز میری مطبوعہ کتاب انتخاب ذوق، کتاب منزل لاہور۔
لہ یہ غزل ریاض الفردوس کے صفحہ ۹۰ سے ماخوذ ہے۔

نہ رہتی یوسف کنعاں کی خوبی بازار
مقابلے میں جو ہم تجھ کو روبرو کرتے
یقیں ہے صبح قیامت کو بھی صبوحی کش
اُٹھیں گے خواب سے ساقی، سبُو سبُو کرتے
سراغ عمر گزشتہ کا کیجیے گر ذوق!
تمام عمر گزر جائے جُستجُو کرتے

۱۰۶۔ راجہ : تخلص[۱] راجہ بہادر فرزند راجہ شتاب رائے ناظم بنگالہ کا ہے۔
منہ

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہنچے
ہم اُن تلک نہ پہنچے وہ ہم تلک نہ پہنچے

۱۰۷۔ رسا : تخلص[۲] مولوی علیم اللہ شعرائے اضلاع شرقیہ سے ہے۔ منہ
کب حوصلہ تھا دل کو ستم گر کی چاہ کا
خانہ خراب ہو نگہ رُو سیاہ کا

---

[۱] ریاض الفصحا ص ۸۸ ترجمہ گلشن بے خار ۱۱۳ خمخانہ جاوید ۲۹۸
کوئی اضافہ نہیں۔ مجموعۂ نغز ۲۶۷۔
[۲] ریاض الفصحا ص ۸۸ ترجمہ گلشن بے خار ۱۱۴۔
کوئی اضافہ نہیں۔

۱۰۸۔ رشک[1]: میر اوسط علی رشک فرزند میر سلمان لکھنوی کئی پشتوں سے
فیض آباد چھوڑکر لکھنؤ آرہے تھے۔
سید سلمان ۱۲ شوال چہار شنبہ ۱۲۱۹ھ کو فوت ہوئے۔ ایک تاریخ
میں رشک نے اُنہیں فقیہ لکھا ہے :

والد ماجد من سید سلمان فقیہ
عزم فردوس نمود ند چو از شوق کمال

ناسخ نے یکشنبہ یکم رجب ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء کو جب کانپور سے
سے لکھنؤ کا سفر کیا تو رشک استاد سے نہ مل سکے جس پر ایک قطعہ
بھی کہا۔ ۱۲۵۶ھ میں نفس اللغتہ لکھی۔
۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء میں کربلائے معلےٰ میں وفات پائی]

۱۰۹۔ رضا: تخلص[2] حمیدالدین خلف حکیم کلو جاند پوری کا ہے۔ منہ
آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ ترے اسے گلرو
دو قدم صحن خیاباں میں چلے، بیٹھ گئے

---

[1] یہ نوٹ اتفاقاً رہ گیا اس لیے شامل کتاب کر دیا گیا کہ شاید کسی کے کام آجائے۔ ریاض الفردوس میں رشک کا ذکر نہیں ہے۔ ان کا دیوان بھی مدت ہوئی چھپا تھا حال بھی بڑے تذکروں میں موجود ہے۔ میں نے یہ نوٹ مقدمہ نفس اللغت از نشتر لکھنوی طبع نیر پریس لکھنؤ سے لیا ہے۔ خم خانہ جاوید ۴۱۰ پر ستر برس کی عمر اور دیوان کا طویل انتخاب ہے۔

[2] ریاض الفردوس ۸۸، ترجمہ گلشن بے خار ۱۰۵ خم خانہ جاوید ۴۴۰۔

۱۱۰۔ **رضی** : (متوفی ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴م)
تخلص[1] سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ اکابر دہلی سے ہے۔ منہ

دیکھ ٹک شمع کو عاشق کو ستانے والے
کس طرح جلتے ہیں اَوروں کو جلانے والے

فندق[2] پہ تری دیکھیے کس شان کی سُرخی
پہنچے نہ جسے پنجۂ مرجان کی سُرخی
تعریف دہن کی کروں، یا لب کی نزاکت
مِسّی کی ادا ہٹ کہوں، یا پان کی سُرخی
الماس نظر آتے ہیں یاقوت کے مانند
پڑتی ہے کرن پھول پہ جب کان کی سُرخی
قاتل مجھے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے
دھو ڈال ذرا گوشۂ دامان کی سُرخی

---

[1] ریاض الفردوس ص ۸۸ ترجمہ گلشن بے خار ۱۱۶ میں ہے کہ مجھ سے آشنائی تھی۔ مسائل اثنا عشریہ کے علم میں مشہور تھے۔ خم خانہ جاوید ۵۸ ۴ میں ہے کہ ذوق کے والدان کے یہاں ملازم تھے اور ۱۲۵۰ھ میں رحلت فرمائی۔ مجموعۂ نغز ۲۶۹۔
[2] ریاض الفردوس ص ۵۴۔ ہو سکتا ہے کہ یہ غزل کسی رضی دکنی کی ہو "غزل مجدسنی یہ تازہ رضی کی" میں "مجدسنی" کا یہ استعمال عجیب ہے، جو عہد ذوق و غالب میں کم مستعمل ہے۔ ابھی مجموعۂ نغز دیکھا تو حصہ اول ص ۲۶۹ پر رضی کا حال اور اشعار دیکھ کر گمان ہوا کہ شاید غزل انہی رضی کی ہے۔

سنیے یہ غزل مجھ سے یہ تازہ رتی کی
دکھلاؤں تمہیں صاف گلستاں کی سُرخی

۱۱۱۔ **رغبت** : تخلص[1] میر ابوالمعالی شعرائے لکھنؤ سے ہے۔ منہ

یاد ہے راتوں کو چھُپ چھُپ کے وہ آنا تیرا
چٹکیاں میرے وہ لے لے کے جگانا تیرا

۱۱۲۔ **رفیق** : تخلص مرزا[2] اسد بیگ دہلوی شاگرد ثناء اللہ خاں فراق کا ہے۔ منہ

روشن رہے گا داغ دل عاشقاں مدام
ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل

۱۱۳۔ **رنج** : (مولود ۱۱۸۹ھ متوفی یکشنبہ ۲ شوال ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء) تخلص میر محمد نصیر سجادہ نشین خواجہ میر درد دہلوی کا ہے۔ منہ

---

[1] ریاض الفردوس ۸۸ ترجمہ گلشن بے خار ۱۱۷ مجموعۂ نغز ص ۲۷۳ خم خانہ جاوید ندارد مجموعۂ نغز میں ردیف "اپنا" ہے۔

[2] ریاض الفردوس ۸۸ ترجمہ گلشن بے خار ۱۱۷ خم خانہ جاوید ۴۸۵۔ مجموعۂ نغز ۲۷۴۔

[3] ریاض الفردوس ۸۸ غزل ص ۵۸ ترجمہ گلشن بے خار ۱۲۲ مجموعۂ نغز ۲۷۷ خم خانہ جاوید میں تاریخ ولادت و وفات اور قدرے تفصیل ہے۔ یہ غزل نہیں ہے۔

خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم اُلٹ گیا
قاصد اُدھر بدیدۂ پُر نم اُلٹ گیا

چال نکلی کس قیامت کی خرامِ یار سے
رفتہ رفتہ حشر برپا ہو گیا رفتار سے
بال آتے ہیں نظر یوں ابروئے خمدار سے
جس طرح جوہر دکھائی دیتے ہیں تلوار سے
سُونگھ پائے گا اگر تیری شمیمِ زُلف کو
پیٹ پکڑے آئے گا نافہ ابھی تاتار سے
کرکے ابرو کا اشارہ رنج سے کہتے ہیں وہ
ذوالفقار ہم کو ملی ہے حیدرِ کرّار سے

۱۱۴- رند: تخلص[1] گنگا پرشاد لکھنوی شاگرد قلندر بخش جرأت کا ہے۔ منہ
بل چکا میں خاک میں اور دل میں تیرے ہی غبار
جاں، مجھ سے اس قدر کس نے مکدر کر دیا
[رند: سید محمد خان م ۱۲۹۷ھ/ ۵۰، ۱۸۵۱ء]
آزردہ[2] کیوں ہوئے جو میں آیا تو کیا ہوا ؟
کچھ درد دل تو تم کو سُنایا تو کیا ہوا؟

---

[1] ریاض الفردوس ۸۹ ترجمہ گلشن بے خار ندارد خم خانہ جاوید ۳ ۵۱
[2] یہ غزل سید محمد خاں رند لکھنوی کے دیوان طبع لکھنو ص ۱۹ پر موجود ہے۔

چھوڑیں گے ہم نہ دامن دولت کو مثل اشک
تم نے نظر سے ہم کو گرایا تو کیا ہوا؟
احوال پُرسی آن کے کس روز تم نے کی
میں نے یہ حال اپنا بنایا تو کیا ہوا؟
ہم کو ابھی جنوں سے بہ تھا سلسلہ [سوہے]
منّت کا اُس نے طوق بڑھایا تو کیا ہوا؟
اللہ دل کے داغ کو روشن رکھے صبا
تُو نے چراغ گور بُجھایا تو کیا ہوا؟
یکساں ہے دن کی آمد و شدِ بحر یار میں
آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا؟
اے رندؔ سنگدل ہے نہیں رحم یار کو
لو آج زہر تم نے بھی کھایا تو کیا ہوا؟

۱۱۵۔ رنگین: (متوفی جمادی الثانی ۱۲۵۱ھ/ ۱۸۳۵ء)
تخلص سعادت یار خاں دہلوی، مرد ظریف الطبع شاگرد شاہ حاتم کا ہے۔

منہ

بوسہ تو ہم کو دے کر ثابت گناہ کر لے
گر قتل تجھ کو قاتل منظور ہے ہمارا

لے ریاض الفردوس ۹ء انجمن ترقی اُردو کراچی سے ایک بسیط کتاب چھپ چکی ہے، میرے
پاس نہیں، مذکورہ تاریخ خم خانہ جاوید سے نقل کر دی ہے، ترجمہ گلشن بیخار ۱۹ا مجموعہ نغز ۲۸۰

قطعہ

یاد کر ہم کو بھر کے ٹھنڈی سانس | یوں کہا اس پری نے بے افسوس
دیکھیے کب خدا ملائے گا | اب تو رنگیں گئے ہیں کالے کوس

۱۱۶- **روشن :** تخلص[1] روشن شاہ بریلوی مولد، میرٹھی[2] مسکن ہے۔ منہ

آپ کرتے ہیں بار بار نہیں
ہم کو ہاں کا بھی اعتبار نہیں

۱۱۷- **زکی :** (۱۱۶۸ھ میں زندہ تھے)
تخلص[3] جعفر علی خاں اُمراء عہد شاہ عالم بادشاہ سے ہے۔ منہ

عشق میں نسبت نہیں بُلبُل کو پروانے کے ساتھ
وصل میں وہ جان دے یہ ہجر میں جلتے رہے

---

[1] ریاض الفردوس ۸۹، ترجمہ گلشن بے خار ۱۲۲، خم خانہ جاوید ۴۴ ۵ میں ہے کہ ۱۲۷۵ھ تک زندہ تھے۔

[2] ریاض الفردوس میں کاتب نے 'میرٹھی' کو 'مرہٹی' لکھ دیا ہے۔

[3] ریاض الفردوس ۸۹، غزل صفحہ ۱۶ ترجمہ گلشن بے خار ۱۲۶، یہی عبارت و شعر ہے۔ مخزن نکات ۶۳ ضمیمہ مخزن نکات طبع مجلس ص ۲۱۶ مجموعۂ نغز ذکی ۲۶۲۔

نہیں تاب کہ دیکھوں جمالِ صنم، مجھے اپنی خوش نظری کی قسم
مجھے حسن کی جلوہ گری کی قسم، مجھے عشق کی پردہ دری کی قسم

پڑے عاشق زار ہزار یہاں، مجھے دیکھنے آئی خلق جہاں
کوئی دیکھتا ہے مجھ سا بھی سوختہ جاں، مجھے میری ہی دیدہ وری کی قسم

شب وصل ہو گئی صبح عیاں کہ تڑپنے لگا دل سوختہ جاں
مری دیدۂ تر ہوئی شعلہ فشاں، مجھے اس شفق سحری کی قسم

نہ کر اتنا زکی تو جگر کو لہو کہ نہ شوق سخن ہے نہ ذوق سبو
ترے شعر سے آتی ہے خون کی بو، تجھے تیری ہی بے جگری کی قسم

۱۱۸۔ **زینت**: تخلص[۱] ایک عورت کا ہے کہ اس کے حال سے واقفیت نہیں ہے۔ منہا

ہے نالہ و زاری کا مرے شور فلک تک
پر وہ بت مغرور کوئی کان دھرے ہے

۱۱۹۔ **سجاد**: تخلص[۲] میر سجاد اکبرآبادی، شاگرد آبرو کا ہے۔ منہ

ایک دل رکھتا ہوں جو چاہے سو لے جاوے لے سے
خواہ زلفیں، خواہ ابرو، خواہ مژگاں، خواہ چشم

---

[۱] ریاض الفردوس میں "زینب" گلشن بے خار اور بہارستان ناز میں 'زینت' ہے۔ موخر الذکر کتاب میں کچھ تفصیل بھی ہے۔ دیکھیے صفحہ ۱۴۷

[۲] ریاض الفردوس ۸۹ ترجمہ گلشن بے خار ۱۳۰ مخزن نکات ۲۹ مجموعۂ نغز ۲۹۰۔

۱۲۰۔ **سخن**: تخلص[1] حکیم مرزا محمد حسین کا، کشمیری نژاد شاہ جہاں آبادی مولد ہے۔

منہ

جو میں جیاں نکلی وہیں آن نکلی
بھلا مرتے مرتے تو ارماں نکلے

۱۲۱۔ **سراج**: (متوفی ۴ شوال ۱۱۷۷ھ/۱۷۶۴ء)

تخلص سراج الدین علی دہلوی[2]، عشق شمع رو میں ہنگام وصال جان دے گیا۔ منہ

خبر تحیر عشق سن، نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ وہ مے رہی نہ سبو رہا جو رہی سو بے خبری رہی

چلی سمت غیب سے اک ہوا[3] کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

---

[1] ریاض الفردوس ۹۸ ترجمہ گلشن بے خار ۱۳۰ سے نام کا اضافہ کیا ہے متن ریاض میں نہیں ہے۔ مجموعہ نغز ۲۹۱۔

[2] ریاض الفردوس ۹۸ ترجمہ گلشن بے خار ۱۳۱ میں سراج کو دو مرتبہ لکھا گیا ہے حالانکہ دوسرا سراج بھی پہلا ہی ہے، دوسری مرتبہ اورنگ آبادی لکھا ہے پہلی مرتبہ بلا نسبت وطن ذکر ہے "دہلوی" کا اضافہ محمد حسین خاں کا ہے' سید سراج الدین اورنگ آبادی حمزہ دکنی کے شاگرد ہیں اور بقول مؤلف جواہر سخن طبع ہندوستانی اکیڈیمی الہ آباد ان کی ولادت ۱۱۲۸ھ اور وفات ۱۱۷۷ھ میں ہوئی۔ مجموعہ نغز ۲۹۳ مخزن نکات ۲۰۔ کلیات حیدر آباد دکن سے چھپ چکا ہے۔ دیکھیے مقدمہ کلیات از عبد القادر سروری طبع ۱۳۵۷ھ حاشیہ تاریخ ادب طبع مبارک علی ص ۱۱۶

[3] تذکرہ میں صرف یہی ایک شعر ہے اور وہ بھی یوں "چلی دشت عشق میں وہ ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا" یہ غزل حصہ غزلیات ص ۵۷ سے نقل کی ہے مقطع کا پہلا مصرع صاف نہیں تھا وہ ہم نے گل رعنا طبع اول صفحہ ۹۴ سے صحیح کیا ہے۔

شہ بے خودی نے عطا کیا مجھے جب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی، نہ جنوں کی پردہ دری رہی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کے طاق میں جو دھری تھی سو وہ دھری رہی

نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سے بیاں کروں
کہ شراب صد قدح آرزو خم دل میں تھی جو بھری رہی

ترا جوش حیرت عشق کا اثر اس قدر سے عیاں ہوا
نہ تو آئینہ میں جلا رہی، نہ پری میں جلوہ گری رہی

کیا خاک آتش عشق نے دل بے نوائے سراج کا
نہ عذر رہا نہ خطر رہا، جو رہی سو بے خطری رہی

۱۲۲۔ سرور : (مولود ۱۲۰۲ھ/۱۷۸۷ء متوفی ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء)
تخلص مرزا رجب[۱] علی بیگ لکھنوی، شاگرد آغا نوازش حسین خان کا ہے۔

منہ

ہے شوق سرور ایسا غالب کہ جو قاصد
کوسوں ہی تلک حالت کہتے چلے جاتے ہیں

---

[۱] ریاض الفردوس ۸۹، ۹۶ ترجمہ گلشن بے خار ۳۳۳۔ داستان تاریخ اردو طبع دوم ۱۵۸، حاشیہ عود ہندی طبع مجلس ترقی ادب لاہور، صفحہ ۴۴۵۔

مریض ہجر کو صحت سے اب تو کام نہیں
اگرچہ صبح کو یہ بچ گیا تو شام نہیں

رکھو دیا نہ رکھو مرہم اس پہ ہم سمجھے
ہمارے زخمِ جدائی کو التیام نہیں

وہی اُٹھائے مجھے جس نے مجھ کو قتل کیا
کہ بہتر اس سے مرے خوں کا انتقام نہیں

اٹھایا داغِ گُل افسوس تم نے دل پہ سرِ دَر
میں تم سے کہتا تھا گلشن میں کچھ قیام نہیں

۱۲۳- سعید : تخلص قاضی سعید[1] الدین خاں باشندگان قصبۂ کاکوری من مضافات لکھنؤ کا ہے۔ منہ

بے دماغی اسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری
کہ پری کو نہیں خوش آتی ہے انسان کی بو

خلوت[2] میں کہاں ہے یار، کیونکر سے ملیے
جلوت میں تمہیں ہے عار کیونکر ملیے
کھویا ہے رقیب نے خواب کا بھی مِلنا
دریا حائل ہے پار کیوں کر سے ملیے

---

[1] ریاض الفردوس ۸۹ ترجمہ گلشن بے خار ۱۳۴۔
[2] یقینی نہیں کہ رباعی قاضی سعید ہی کی ہو۔ ریاض الفردوس کے صفحہ ۳۰ پر "رباعی سعید" درج ہے، ممکن ہے کوئی اور سعید ہوں۔

۱۲۴۔ **سکندر** : تخلص[1] خلیفہ محمد علی پنجابی شاگرد محمد شاکر ناجی کا ہے۔ منہ

قیس صحرا میں رہا کوہ میں فرہاد رہا
میں بگولے کی طرح مفت میں برباد رہا

۱۲۵۔ **سلطان** : (متوفی ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء)
تخلص[2] نواب نصراللہ خاں داماد نواب فیض اللہ خاں والی رام پور کا ہے۔
منہ

اس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر
دیکھا تو نہیں اس کے یہ پاسنگ برابر

۱۲۶۔ **سلیم** : تخلص[3] مولوی سلیم اللہ بجنوری شاگرد ذوق کا ہے۔ عالت جزیں میں مرگیا۔ منہ

اُٹھایا دعویٰ کے میں آکر مجھے قیامت کے
یہ کون فتنۂ محشر سرِ مزار آیا

---

[1] ریاض الفردوس ۹۰ ترجمہ گلشن بے خار ۱۴۳ مجموعۂ نغز ۲۹۹ مجمع الاشعار طبع ۱۸۸۵ء مخطوطہ ص ۸ پر ایک غزل سکندر کے نام سے درج ہے، شاید یہی سکندر مرثیہ گو ہوں جو قدرت اللہ قاسم کے بقول حیدرآباد میں راہئ جنت ہوئے تھے۔ دیکھیے تذکرہ مرثیہ گویاں تالیف حقیر غیر مطبوعہ، [2] ریاض الفردوس ۹۰ ترجمہ گلشن بے خار ۱۳۵ کلیات قائم طبع مجلس ترقی ادب لاہور جلد دوم صفحہ ۱۳۲، صفحہ ۴۰ متعدد حوالوں سے تعارف اور ۶۴ برس کی عمر میں ۲۶ شوال ۱۲۲۵ھ روز شنبہ رحلت بتائی ہے اور محمد عبداللہ کا فرزند اور محمد یار خان کے داماد بتائے گئے ہیں۔ شیفتہ نے بھی فیض اللہ خاں کا داماد نہیں لکھا ہے
[3] ریاض الفردوس ۹۰۔

۱۲۷- سلیمان : (۱۲۵۳ھ/۱۸۳۸ء)
تخلص مرزا سلیمان[1] شکوہ بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ دہلی کا ہے۔ منہ

برقع نہ اُٹھا بزم میں تو منہ سے وگرنہ
حالت ابھی ہو جائے گی تغیر کسُو کی

۱۲۸- [سمجھو] : دلی کا[2] مشہور شاگرد سمجھو بھی اکبر شاہ ثانی کے زمانے میں دہلی آیا تھا جو ۱۲۷۲ھ میں فوت ہوا۔ وکی گجراتی نے ۱۱۰۱ھ میں وفات پائی۔

دھریا جو گیا، طرّہ مشکیں سے کسُو کا
پُر عطر سے شیشہ ہے حباب لب جُو کا
سر مقصد کونین کے آگے نہ کروں خم
بل ہے یہ تختہ (تجنتر) تری زنجیر سے مُو کا
شعلے کے ہوں جو گرد میں کچھ دُور تنک سا
یُوں سرمئی پوشاک میں ہے تن وہ بھبھوکا
ہر شعلۂ دُود جگر اس لب کی مسی دیکھ
طوطی کی طرح طوق ہوا میرے گلو کا

---

[1] ریاض الفردوس ۹۰ ترجمہ گلشن بےخار ۱۳۵ گلستان سخن ج ۲ طبع مجلس ترقی ادب ص ۲۰ مجموعہ نغز ۳۰۰ قاموس المشاہیر جلد اول صفحہ ۳۰۴ میں ہے کہ سکندرہ میں قبر ہے جس پر سنگ مرمر چڑھا اور فارسی میں نام اور سال وفات کندہ ہے ۲۴ فروری ۱۸۳۸ء ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۵۳ھ میں رحلت کی۔ فارسی دیوان یادگار ہے۔ [2] فرہنگ آصفیہ ج ۴ ص ۶۵۱ غزل مجمع الاشعار سے ماخوذ ہے اضافہ از حقیر فاضل۔

بس حصیر اس تن لاغر پہ ہے سمجھو
درویش کا جامہ نہیں محتاج رفو کا

۱۲۹۔ سودا : متوفی ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء)
تخلص[1] مرزا محمد رفیع دہلوی مولد لکھنوی مسکن شاعر عالی مقام ہے۔ منہ

دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا
پہنچے کب اس کو ہاتھ ہمارے غبار کا

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

کیونکہ نہ چاک چاک گریباں دل کروں
دیکھوں ہوں تیری زلف کا میں قسمت شانے میں

اے مرغ دل سمجھ کے تو چشم طمع کو کھول
ورنہ سنا جو دام سو دیکھے گا دانے میں

چلّے میں کھینچ کھینچ کیا قد کو جیوں کماں
تیرا مراد پر بھی نہ تھا ما، نشانے میں

مجھ سا تجھے ہے ایک مجھے تجھ سے میں کئی
باور نہیں تو دیکھ لے آئینہ خانے میں

---

[1] ریاض الفردوس ص ۹۰ قصیدہ ۵ ص ۱۱ غزل ۱۵ قطعہ ۷، شہر آشوب ۳، ترجمہ گلستان بے خار ۳۱۶ مجموعہ نغز ۳/۴۰۳ تفصیلات کے لیے دیکھیے سودا تالیف شیخ چاند طبع انجمن ترقی اردو کراچی ۱۸۶۳ء

سوداؔ خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اُڑ گئی تیرے فسانے میں

۱۳۰۔ سوز : (متوفی ۱۲۱۳ھ/۹۹-۱۷۹۸ء)

تخلص[1] محمد میر شعرائے نامدار لکھنؤ سے ہے۔ فن تیر اندازی و خوشنویسی میں کامل تھا۔ منہ

اہل ایماں سوزؔ کو کہتے ہیں کافر مر گیا
آہ یارب رازِ دل ان پر بھی ظاہر ہو گیا

برق تپیدہ یا شرر برجہیدہ ہوں
جس رنگ میں ہوں میں غرض از خود رمیدہ ہوں
عنقا ہوں وہ ہما ہوں وگر ہوں مسیح و خضر
آبادیٔ جہاں سے عزلت گزیدہ ہوں
اے اشک و آہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ میں
بچھڑا ہوں کارواں سے مسافر جریدہ ہوں

---

[1] ریاض الفردوس۔ ۹۰ غزل ۵۷ سوزؔ کا ایک دیوان ابھی دہلی سے چھپا ہے۔ ضمیمہ مخزن نکات سے سنہ وفات ماخوذ ہے۔ نیز دیکھیے دستور الفصاحت کے حواشی۔ سنہ ولادت ۱۱۳۲ھ بتایا گیا ہے، تاریخ ادب اُردو ص ۱۴۹۔ آب حیات ۱۹۳۔ ترجمہ گلشن بے خار ۱۴۱۔ مجموعۂ نغز ۳۲۰۔ تذکرۂ طبقات الشعراء، طبع مجلس ص ۲۳۱

حیرت کُن بہار، نہ منّت کشِ خزاں
مانندِ سرو دہر سے دامن کشیدہ ہوں
پہلو نشیں کے غم سے جگر میں ہیں خار خار
مانندِ گُل کے بسمل درخوں تپیدہ ہوں
ہاں سوزِ میرے شعر بھی شیریں نہ ہو سو کیوں
تُو جانتا نہیں لبِ دلبر مکیدہ ہوں

۱۳۱۔ سیّد : تخلص میر غالب[۱] علی خاں دہلوی مخاطب بہ سید الشعراء۔ شعرائے نامدار سے ہے۔ منہ

یارو میرے بالیں سے نہ اُٹھو، نہ جدا ہو
حالت مری اچھی نہیں کیا جانیے کیا ہو

۱۳۲۔ شاد : تخلص میر[۲] امداد علی شاہ جہان پوری شاگرد نواب غلام حسین خاں کا ہے۔ منہ

تقریر کر کے یار نے ثابت دہن کیا
تشبیہ ہم تو دے ہی چکے تھے عدم کے ساتھ

۱؎ ریاض الفردوس ۹۰ ترجمہ گلشن بے خار ۱۴۳ گلستان سخن طبع مجلس ج ۲ ص ۴۵ مجموعۂ نغز ۳۲۸۔ دیکھیے تذکرہ مرثیہ گویاں۔
۲؎ ریاض الفردوس ۹۰۔

۱۳۳۔ شاکر : تخلص[1] شاہ شاکر علی دہلوی درویش صاحب حال ہے۔ منہ

اس کی آنکھوں نے نہ اک خلق کو بیمار کیا
زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا

۱۳۴۔ شائق : تخلص[2] میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی کا ہے۔ منہ

نہ پوچھو یاں کی آسائش کہ ہم اس بحر ہستی میں
حباب آسا کوئی دم کے یہاں مہماں بیٹھے ہیں

۱۳۵: شرف : تخلص[3] شیخ شرف الدین شعرائے شاہ جہاں آباد سے ہے منہ

اب دن پھرے ہمارے، یہ ہم پر عیاں ہوا
وہ مہ جبیں جو رات کو پھر مہرباں ہوا

۱۳۶: شرر : تخلص[4] حکیم مرزا جعفر برادر خورد مرزا محمد متخلص بہ عشق دہلوی کا ہے۔ منہ

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند
اک شعلۂ جاں سوز کہ مشتاق فنا ہوں

---

[1] ریاض الفردوس ۹۰ ترجمہ گلشن بے خار ۱۴۶ مجموعہ نغز ۳۳۶ [2] ریاض الفردوس ۹۰ گلشن بے خار ۱۴۷ مجموعہ نغز ۳۳۸ [3] ریاض الفردوس ۹۰ ترجمہ گلشن بے خار ۱۴۸۔
[4] ریاض الفردوس ۹۰ ترجمہ گلشن بےخار ۱۴۹ مجموعہ نغز ۳۴۲ "فنا ہیں" اس سے پہلے ایک اور شعر لکھے ہیں:

اس رند خراباتی سے گر آپ خفا ہیں
پھر بزم میں میخواروں کے کیوں جلوہ نما ہیں

۱۳۷: **شکوہ**: تخلص محمد رضا[1] لکھنوی شاگرد مرزا محمد حسین قتیل کا ہے۔ منہ

نہ اس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دِل کو

۱۳۸: **شکیبا**: تخلص شیخ غلام[2] حسین دہلوی شاگرد میر تقی میر کا ہے۔ منہ

نیم بسمل اُس نے کر چھوڑا شکیبا غم نہیں
پر یہ غم ہے اعتبارِ دستِ قاتل اُٹھ گیا

۱۳۹: **شگفتہ**: تخلص مرزا[3] سیف علی خلف نواب شجاع الدولہ کا شاگرد
کاظم بیگ جوان کا ہے۔ منہ

آنکھیں چُرا کے شب وہ بہانے سے اُٹھ گیا
حرفِ مروّت آہ زمانے سے اُٹھ گیا

---

[1] ریاض الفردوس ۹۱ ترجمہ گلشن بے خار ۱۵۱ مجموعہ نغز ۳۴۶ گلستان بے خزاں طبع نولکشور ۱۴۳
[2] ریاض الفردوس ۹۱ ترجمہ گلشن بے خار ۱۵۱ مجموعہ نغز ۳۴۶ قاسم فقیر زادہ دعمدۂ معاش کے بعد معلمی پیشہ بتاتے ہیں، شیفتہ و صابر، اکبر شاہ کا درباری شاعر لکھتے ہیں۔
[3] ریاض الفردوس ۹۱ ترجمہ گلشن بے خار ۱۵۲ مجموعہ نغز ۳۴۹

ریاض الفردوس میں قتیل کا نام محمد حسین لکھا ہے۔ صحیح محمد حسن ہے

۱۴۰۔ **شمس**: تخلص[1] ولی اللہ نام شعرائے متقدمین سے ہے۔ منہ

وہ صنم جب سے بسا دیدۂ حیران میں آ
آتش عشق پڑی عقل کے سامان میں آ

۱۴۱۔ **شمع**: تخلص میر کُلّن[2] صاحب۔ شاگرد فردی کی ہے۔ منہ

بدقولی کو عشاق سمجھتے ہیں بڑا عیب
سر جائے مگر بات کو جانے نہیں دیتے

۱۴۲۔ **شوق**: (متوفی ۱۲۴۲ھ)
تخلص[3] شیخ الٰہی بخش اکبرآبادی کا ہے۔ منہ

دیکھے جو رنگ اس مژۂ ابر بار کا
دل جھلتوں سے آب ہوا بر بہار کا

---

[1] ولی کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، شمس الدین، شمس الحق، ولی الدین، ولی اللہ، حاجی ولد، ولی الدین، ولی محمد۔ پھر نسبت میں جھگڑا ہے۔ کوئی اورنگ آبادی کہتا ہے، کوئی گجراتی، اسی طرح تاریخ وفات میں مختلف رائیں ہیں لیکن ''ولی اللہ، شمس'' غلط ہے۔ شعر مذکورہ بھی ولی دکنی کا ہے۔ ولی کا سنہ وفات ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۷ء مانا گیا ہے۔ مبسوط کتابیں لکھی جا چکی ہیں نیز دیکھیے ہندی تذکرہ صفحہ ۵۳!

[2] ریاض الفردوس ۱۹ محمد سردار علی اور رتن میرٹھی کے تذکروں میں یہ نام موجود نہیں ہے

[3] ریاض الفردوس ۹۱ ترجمہ گلشن بےخار ۱۵۳ سنہ وفات اسی سے نقل ہے۔

۱۴۳۔ **شہید** : تخلص[1] شعرائے دورۂ میر و سودا سے ہے۔ منہ

شہید آخر مت رہا ہمیں حسرت میں جی دینا
ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاد یا قسمت

---

[2] نہ ہوگا مجھ سا دُنیا میں کوئی ناکام سو سو کوس
کہ مطلب بھاگتا ہے سُن کے میرا نام سو سو کوس

ہماری شکل سے بیزار ہیں اب یاں کہ اے ہمدم
بُلاتے تھے ہمیں جو بھیج کر پیغام سو سو کوس

مبارک ہو تمہیں اے ہم صفیر و سیرِ گلشن کی
ہماری راہ میں پھیلے ہوئے ہیں دام سو سو کوس

نکالا آسماں نے جس گھڑی کوچہ سے جاناں کے
ہوا تھا ناتوان غم کو ہر ہر گام سو سو کوس

مریضِ عشق کی اپنے خبر لے جلد اے ظالم
ہوئے ہیں دُور اس سے طاقت و آرام سو سو کوس

نہ اِک دن خضر نے بھی آ کے میری رہنمائی کی
بھٹکتا ہی رہا مَیں صبح سے تا شام سو سو کوس

غضب ہے حال سے اپنے نہیں واقف ہے وہ ابتک
شہید اب جس کی خاطر سے ہوئے بدنام سو سو کوس

---

[1] ریاض الفردوس ۹۱ ترجمہ گلشن بے خار ۱۵۸

[2] غزل ریاض الفردوس ص ۶۱ نیز مجمع الاشعار ص ۴۶ ممکن ہے یہ غزل غلام امام شہید کی ہو۔

۱۴۴۔ **شہیدی** : (متوفی ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء)

تخلص میر کرامت[1] علی لکھنوی شاعر خوش طبع و آزاد وضع ہے۔ منہ

گر کچھ مزا ملا تو شہیدی اسی کے ہاتھ
خنجر تو یوں گلے پہ مرے بار ہا پھرا

اس[2] کے گیسو سے زمیں پر نہیں مو ٹوٹ پڑا
چاک دل کا تھا، مرے تار رفو ٹوٹ پڑا

ڈھونڈھتے پھرتے تھے گھبراتے ہوئے حضرت خضر
گوہر گوش جو اس کا لب جو ٹوٹ پڑا

لاکھوں زنبور سیہ مست ہوئے چینی پوش
صحن گلشن میں جو پھیلی تری بو ٹوٹ پڑا

ٹوٹ پڑنا ترے قدموں پہ اسے لازم تھا
گل پہ اے رشک چمن کس لیے تو ٹوٹ پڑا

وہ پری پہنے تھی کل رات طلسمات کا ہار
میں نے جھپٹے سے لیا اس کو جو چھو ٹوٹ پڑا

صبح تک خوار پھرا شہر میں کانٹے کے لیے
رات زاہد کا کنویں میں جو سبو ٹوٹ پڑا

دن رہائی کے قریب آئے شہیدی شاید
خود بخود آج مرا طوق گلو ٹوٹ پڑا

---

[1] شہیدی: کرامت علیخاں مولد دہڑیاپور ضلع اناؤ وفات ۱۳ صفر ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء
نیز ڈاکٹر لطیف حسین ادیب معارف اعظم گڑھ مصحفی اور نصیر کے شاگرد لکھنؤ میں قیام بابیر ما پس د یوان مطبوعہ نولکشور

[2] ریاض الفردوس ۵۸ دیوان شہیدی ۲۴ میں اٹھارہ شعر ہیں کچھ اختلافات بھی ہیں لیکن شاید دیوان صحیح ہے

۱۴۵۔ **شیدا** : تخلص[1] خواجہ ہینگا دہلوی شاگرد میر محمدی بیدار کا ہے۔ منہ

جانیں مشتاقوں کی لب تک آئیاں
بل بے ظالم تیری بے پروائیاں

۱۴۶۔ **شیفتہ** : (مولود ۱۲۲۱ھ/۱۸۰۶ء متوفی ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء) تخلص[2] نواب مصطفےٰ خاں دہلوی شاگرد مومن خاں کا۔ شعرائے ممتاز سے ہے۔ منہ

اللہ ری کافر کی نزاکت کہ اُڑا رنگ
ہم نے جو لیے رات کو تصویر کے بوسے

لے اشک[3] لالہ گوں بھی مری آبرو نہیں
گریہ میں رنگ کیا ہو کہ دل میں لہو نہیں
پھر بھی کہو گے چھیڑنے کی اپنی خو نہیں
عطر سہاگ کلتے ہو وہ جس میں بو نہیں
کیا جوش انتظار میں ہر سمت دوڑیے
بدنامیوں سے ہائے گزر ایک سو نہیں

---

[1] ریاض الفردوس ۹۱ ترجمہ گلشن بے خار ۱۵۹ مجموعہ نغز ۳۵۵
[2] ریاض الفردوس ۹۱ ترجمہ گلشن بے خار ۱۶۰۔ بہت کام ہو چکا ہے تفصیل کے لیے دیکھیے کلیات شیفتہ طبع مجلس ترقی ادب لاہور
[3] غزل ریاض الفردوس ۹۴ کلیات شیفتہ طبع مجلس ص ۴۸، دونوں میں اختلاف ہے۔

شکرِ ستم ہی راس نہ آیا ہمیں کہ اب
کہتے ہیں وہ کہ لائقِ الطاف تُو نہیں
ہر جائی اپنے وحشی کو کس منہ سے کہتے ہو
کیا آپ کا نشانِ قدم کُو بکُو نہیں
نیرنگیوں نے تیری یہ حالت تغیر کی
اُمیدِ زندگی کی کبھو ہے کبھو نہیں
کیا ہو سکے کسی سے علاج اپنا شیفتہ
اُس گل پہ غش ہیں جس میں محبت کی بُو نہیں

۱۴۷۔ **صاحب** : تخلص[1] نواب ظفریاب خاں صاحب خلف شمرو فرانسیس شاگرد خیراتی خاں دلسوز کا ہے۔ منہ
نظر آیا مجھے شب بام پہ پیارا اپنا
بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

۱۴۸۔ **صاحبقراں** : تخلص میر اِمام[2] علی بلگرامی، شعرائے ہزل گو سے ہے۔
منہ
مجھ کو شہوت ہوئی تیستم سے
تھی معتدر کسی چھنال کی خاک

[1] ریاض الفردوس ۹۱ ترجمہ گلشن بے خار ۱۶۸ مجموعہ نغز ۳۶۰
[2] ریاض الفردوس ۹۲ ترجمہ گلشن بے خار ۱۶۹ مجموعہ نغز ۳۶۱

۱۴۹۔ صادق : تخلص[1] میر جعفر علی (؟) خاں اکابر شعرائے بریلی (؟ دہلی
صحیح) سے ہے۔ منہ

شرم سے نام وہ نہیں لیتا
پھر ہمارا خطاب ہے "کوئی"

۱۵۰۔ صبا : تخلص[2] منولال کایتھ لکھنوی، شاگرد مصحفی کا ہے۔ منہ

چرخ کو، کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

۱۵۱۔ صفدری : تخلص[3] میر صادق علی برادر خورد میر نظام الدین ممنون کا ہے۔
منہ

آنکھ اپنی یہ کس کے دردنداں پہ پڑی ہے
جو اشک مسلسل ہے سو موتی کی لڑی ہے

۱۵۲۔ ضبط : تخلص[4] میر حسن شاہ شعرائے لکھنؤ سے ہے۔ منہ

---

[1] ریاض الفردوس ۹۲ ترجمہ گلشن بے خار ۱۷۰، مجموعہ نغز ۳۵۷، محمد حسین خاں نے میر جعفر خاں دہلوی کو میر جعفر علی بریلوی کر دیا ہے۔

[2] ریاض الفردوس ۹۲ ترجمہ گلشن بے خار ۱۷۲

[3] ریاض الفردوس ۹۲ ترجمہ گلشن بے خار ۱۷۳ مجموعۂ نغز ۳۶۳

[4] ریاض الفردوس ۹۲ ترجمہ گلشن بے خار ۱۷۴ مجموعۂ نغز ۳۶۳

نقد دل وحشت میں کھو کر اک جنوں پیدا کیا
ہم نے بازار محبت میں یہ کیا سودا کیا

۱۵۳۔ **ضمیر:** تخلص[1] شیخ مداری اکبر آبادی شاگرد ولی محمد نظیر کا ہے۔ منہ

وہ ابھی ہے تو گل آرزو، وہ ہنوز تازہ بہار ہے
نہ کچھ آئینہ سے اُسے خبر نہ حنا سے کچھ سروکار ہے

۱۵۴۔ **ضیا:** تخلص[2] میر ضیاء الدین دہلوی مولد عظیم آبادی مسکن شعرائے نامدار سے ہے۔ منہ

راز دل ہیں پوچھتے اور بولنے دیتے نہیں
بات منہ پر آرہی اور لب ہلانا منع ہے

۱۵۵۔ **طالب:** تخلص[3] حافظ شبراتی رامپوری شاگرد قدرت اللہ شوق کا ہے۔ منہ

---

[1] ریاض الفردوس ۹۲ "وہ ابھی ہے تو" ترجمہ گلشن بے خار" وہ ابھی ہے تو" مجموعۂ نغز ۳۶۴" وہ ابھی تو نو"

[2] ریاض الفردوس ۹۲ ترجمہ گلشن بے خار ۱۷۴، مجموعۂ نغز ۳۶۵

[3] ریاض الفردوس ۹۲ ترجمہ گلشن بے خار ۱۷۶۔ حافظ طالب۔ گلستان سخن ج ۲ ص ۱۷۸، کتب درسیہ عربی کو نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ پڑھاتا ہے۔

اشک اُمڈا ہے مرا، ابر سے کہہ دو کوئی
آبرو چاہے تو ہٹ کر مرے گھر سے برسے

۱۵۶۔ طفل: تخلص[1] مرزا عبد المقتدر عرف مرزا طفل داماد شاہ عالم بادشاہ کا ہے۔ منہ

رات دن مونس جاں وحشت تنہائی ہے
دل ہے میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہے

۱۵۷۔ ظفر: (مولود ۲۸ شعبان ۱۱۸۹ھ/ ۱۷۷۵ء متوفی ۱۴ رجادی الاولےٰ ۱۲۷۹ھ/ ۱۸۶۲ء)
تخلص[2] سراج الدین محمد بہادر شاہ، شاگرد محمد ابراہیم ذوق دہلوی کا ہے۔ منہ

ضبط فریاد کروں گر یہ کو روکوں لیکن
دل بے تاب کو تھاموں یہ نہیں ہو سکتا

آیا[3] نہ اگر نامہ و پیغام کسی کا
آخر ہے کوئی روز میں یاں کام کسی کا

---

[1] ریاض الفردوس ۹۲ ترجمہ گلشن بے خار ۷، ۱۷ مجموعہ نغز ۶۹ ۳ مفید اطلاعات درج ہیں۔
[2] ریاض الفردوس ۹۲ ترجمہ گلشن بے خار ۹، ۱۷ مجموعہ نغز ۲، ۷ ۳ مشہور بادشاہ جس پر متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ [3] ریاض الفردوس ۵۹ دیوان ظفر ج ۱ ص ۴ طبع لکھنؤ

دیں جان تو ہم، غیر کو رو بوسہ ستم ہے
لے جائے کوئی اور، ہوا نام کسی کا

اس چشم کی گردش سے جو دل کیونکہ نہ برباد
گھر چھوڑے ہے کب گردش ایام کسی کا

وہ کرتے ہیں آرام سدا غیر کے گھر میں
کیا کام انہیں جائے ہو یہاں کام کسی کا

جو ہے وہ مرے نام سے ہو عشق میں آگاہ
بدنام ظفر ہو نہ غرض نام کسی کا

۱۵۸۔ **عاجز** : تخلص[1] الفت خان شعرائے قصبۂ خورجہ سے ہے۔ منہ

کیا ہوا گر چشم سے خون ٹپک کر رہ گیا
بادۂ گلگوں کا ساغر تھا، چھلک کر رہ گیا

۱۵۹۔ **عارف** : تخلص[2] محمد عارف کشمیری نژاد دہلوی مولد، شریک دورۂ میر و میرزا کا ہے۔ منہ

اس ابر میں بے ساقی و لے مِی پہ بنی ہے
ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے

---

[1] ریاض الفردوس ۹۲ ترجمہ گلشن بے خار ۱۸۲

[2] ریاض الفردوس ۹۳ ترجمہ گلشن بے خار ۱۸۱ مجموعۂ نغز ۸، ۳۔ شاگرد آبرو بتاتا ہے۔ مخزن نکات ضمیمہ ۲۱۹ شرق؛ تذکرہ طبقات الشعراء ص ۱۷۸ شاگرد مضمون لکھتا ہے۔

۱۶۰۔ [عارف[1]: (مولود ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء/ متوفی ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۲ء)
نواب زین العابدین خان عارف]

تا ایک وضع پر رہوں دائم عذاب میں
ضد سے مرے زمانہ نہیں انقلاب میں
غصہ میں اُن کو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
کیا لطف ہم نے شب کو اُٹھائے عتاب میں
شوخی میں ان کا شیوہ تو کھلتا نہیں ہے راز
گو وہ کسی کے واسطے ہوں اضطراب میں

۱۶۱۔ عاشق: تخلص مولوی[2] جلال الدین صاحب شعرائے قدیم سے ہے۔ منہ

یہ کس کی نوکِ مژگاں سے پڑا ناسُور سینے میں
کہ بندھنے بھی نہ پایا زخم کا انگور سینے میں

۱۶۲۔ عاصی: تخلص[3] منشی امداد حسین ایک شاعر ہے۔ منہ

میں کس کس شعلہ رُو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤں
رہا تھا ایک دل، سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤں

---

[1] یہ نام تذکرہ میں نہیں ہے البتہ انتخاب غزلیات میں ص ۶۷ پر یہ غزل اسی عنوان سے درج ہے۔ عارف پر مفصل تحقیقی مضمون لکھے جا چکے ہیں لیکن تلامذۂ غالب ص ۲۰۸، گلستان سخن ج ۲ ص ۱۹۸، گلشن بےخار میں احوال عارف نہیں ہیں۔ [2] ریاض الفردوس ۹۳ ترجمہ گلشن بےخار ۱۸۵ مجموعۂ نغز ۳۸۰۔ [3] ریاض الفردوس ۹۳ ترجمہ گلشن بےخار ۱۸۲۔

۱۹۳۔ **عاقل :** تخلص[1] عاقل شاہ، ردشوریدہ سر آزاد وضع تھا۔ منہ

قید بھی یاں کچھ نہیں اور چھوٹ بھی سکتے ہیں
واہ وا اس دام کو اور آفریں صیاد کو

تیری[2] الفت میں ہوئے جان کے خواہاں کتنے
تشنۂ خوں ہیں ترے گبر و مسلماں کتنے
ایک امید بھی تجھ سے نہ برآئی میری
رہ گئے دل میں مرے حسرت و ارماں کتنے
نہیں ملتا ترے نلتے کا پتا اے لیلیٰ
چھان مارے ترے مجنوں نے بیاباں کتنے
کوئی سمجھا نہ ترے شعر کا رتبہ عاقل
یوں تو ہیں کہنے کو دنیا میں سخنداں کتنے

۱۹۴۔ **عالی جاہ :** تخلص[3] خلف نواب نظام الملک والی دکن کا ہے۔ منہ

رات دن اشک سے آنکھوں میں تری رہتی ہے
شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

لہ ریاض الفردوس ص ۹۳ ترجمہ گلشن بے خار ۱۸۳ مجموعۂ نغز ۳۸۱۔
ٹہ ریاض الفردوس ص ۶۹۔ یقینی نہیں کہ غزل عاقل شاہ ہی کی ہو۔ غزل کی تصحیح
مجمع الاشعار ص ۹۳۔
ٹہ ریاض الفردوس ص ۹۳ ترجمہ گلشن بے خار ۱۸۱۔

۱۶۵۔ عبرت : تخلص میر ضیاء الدین[1] شاگرد نواب محبت خاں کا ہے۔ منہ

بیتاب[2] کوئی شے نہیں سیماب کے مانند
پردہ بھی نہ ہوگا دل بے تاب کے مانند

ہے مثل کتاں جیب کے دکھلاؤں تماشے
آوے جو سر بام وہ مہتاب کے مانند

ہے مرج تو شمشیر عبث کھینچے ہے اے عشق
قرباں تو میں خود ہوتا ہوں گرداب کے مانند

کس بحر کی امداد کو جاتے ہو تم اے اشک
یکدست عناں چھوڑے ہے سیلاب کے مانند

عبرت تو عجب طور سے باندھے ہے مضامیں
ہر بحر غزل میں در خوش آب کے مانند

۱۶۶۔ عسکری : تخلص[3] مرزا عسکری شاگرد شاہ قدرت اللہ مرشد آبادی کا ہے۔ منہ

کہنے کو ادھر ادھر گئے ہم
تھے تیری طرف جدھر گئے ہم

---

[1] ریاض الفردوس ۹۳ ترجمہ گلشن بے خار ۱۸۵ مجموعہ نغز ندارد
[2] ریاض الفردوس ۶۷
[3] ریاض الفردوس ۹۳ ترجمہ گلشن بے خار ۱۸۷ مجموعہ نغز ۳۸۴

۱۶۷۔ **عشرت**: تخلص[1] میر غلام علی بریلوی شاگرد مرزا علی لطف کا ہے منہ

غیروں سے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت
کچھ بس نہ چلا، دیکھ کے آنسو نکل آئے

شبِ[2] وصال میں دل پہ قلق ابھی سے ہے
سحر ہے دُور، مرا رنگ فق ابھی سے ہے
ہنوز دفن ہوا بھی نہیں ترا بسمل ؟
کہ زلزلہ میں زمیں کا طبق ابھی سے ہے
میں لکھ چکا نہیں ہوں حال دل کہ اسکی طرف
ہوا سے شوق میں اُڑتا ورق ابھی سے ہے
کسی نے شام کے آنے کو کیا کہا عشرت
کہ پھولی آپ کے منہ پر شفق ابھی سے ہے

۱۶۸۔ **عشق**: تخلص[3] حکیم میر عزت اللہ خاں دہلوی، شاگرد ثنا اللہ فراق کا ہے۔ منہ

سبزہ خط کی دل سے ہم اُلفت اُٹھا سکتے نہیں
جو خدا نے لکھ دیا اُس کو مٹا سکتے نہیں

---

[1] ریاض الفردوس ۹۳ ترجمہ گلشن بے خار ۱۹۰ مقدمہ طبقات الشعراء ص ۴۳ روز یکشنبہ ۲ شوال ۱۲۳۶ھ ۲۹ جولائی ۱۸۲۱ء کو وفات ہوگی۔
[2] ریاض الفردوس ۶۹
[3] ریاض الفردوس ۹۳ ترجمہ گلشن بے خار ۱۸۸ مجموعہ نغز ۳۸۴ گلستان سخن ج ۲ ص ۱۹

۱۶۹۔ **عشق**: تخلص[1] شاہ رکن الدین معروف بہ گھسیٹا شعرائے عظیم آباد سے ہے۔ منہ

خانماں کر چکا ہوں میں برباد
تو بھی وہ میرے گھر نہیں آیا

۱۷۰۔ **عظیم**: تخلص[2] مرزا عظیم بیگ تورانی نژاد دہلوی مولد۔ شاگرد شاہ حاتم کا ہے۔ منہ

کس نگاہِ مست کا زخمی ہوں یارب میں کہ اب
جائے خوں اب زخم سے جاری شرابِ ناب ہے

۱۷۱۔ **علی**: تخلص[3] مرزا علی قلی شعرائے دہلی سے ہے۔ منہ

جدائی میں تری ہم کیا کہیں کس طرح جیتے ہیں
بجائے مُو، بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں

۱۷۲۔ **غازی**: تخلص[4] شعرائے دکن سے ہے۔ ماہر فن معلوم ہوتا ہے۔ منہ

تمہیں مژدہ ہے دیوانو مقرر پھر بہار آئی
کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

---

[1] ریاض الفردوس ۹۳۔ ترجمہ گلشن بے خار، ۱۸۸ مخزن نکات ندارد، مجموعۂ نغز اختلاف ہے ص ۳۸۴۔ [2] ریاض الفردوس ۹۳۔ ترجمہ گلشن بے خار ۱۹۰ مجموعۂ نغز ج ۲ ص ا

[3] ریاض الفردوس ۹۳۔ ترجمہ گلشن بے خار ۱۹۲

[4] ریاض الفردوس ۹۴۔ ترجمہ گلشن بے خار ۲۰۰۔ تکملہ مجموعۂ نغز ص ۳۹۔

غالب : (مولود ۸ رجب ۱۲۱۲ھ/۱۷۹۷ء متوفی ۳ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۹ء)
تخلص مرزا اسد اللہ خاں[1] معروف بمرزا نوشہ اکبرآباد مولد۔ دہلوی مسکن
شعرائے نامدار سے ہے۔ منہ

بوئے گل، نالۂ دل، دودِ چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

۱۷۴۔ **غضنفر**[2] :
تخلص غضنفر علی خان لکھنوی [نبیرہ غلام حسین خاں کرّوڑہ] شاگرد
قلندر بخش جرأت کا ہے۔ منہ

کہتا تھا اس مریض کو وہ گل سنا سنا
کردے کوئی معاف کسی کا کہا سنا

---

[1] ریاض الفردوس ۹۴ پھر حصہ تذکرہ فارسی گویاں میں ص ۱۱۸ پر یہ عبارت ہے ــــ
"وی در فن شعراز معاصران گوی سبقت ربودہ از دست ــہ
در بغل دفینہ نہاں ساختہ غالب امروز مگذارید کہ ماتم زدہ تنہا ماند"
غالب کے اُردو فارسی کلام منتخب کی فہرست یہ ہے۔ ایک غزل۔ اے بخلا و ملا خوی تو ہنگامہ زا۔
قصیدہ۔ زاں نمی ترسم کہ گرد د قعر دوزخ جائے من۔ غزل۔ خوش بود فارغ ز بند کفر و
ایمان زیستن۔ اور رباعی در سینہ زغم زخم سنانی دارم۔ ہے۔ اُردو میں قصیدہ۔
ساز یک ذرّہ نہیں فیض چمن سے بیکار۔ غزل۔ مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے۔
قطعہ۔ ہے جو صاحب کے کف دست پہ یہ چکنی ڈلی۔ رباعی۔ شب زلف و رخ عرق فشاں کا غم تھا

[2] ریاض الفردوس ۹۴ ترجمہ گلشن بے خار ۱۰۲ مجموعۂ نغز ج ۲ ص ۲۸۔

۱۷۵۔ **غمگین**[۱]: (ولادت یکم صفر ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۳ء وفات ۳ صفر ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء)
تخلص میر سید علی شعرائے شاہ جہان آباد سے ہے۔ منہ

توُ نے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

قطعہ

ہم نے تو کسی رات کو دیکھا نہیں تم کو
لوگوں کی زبانی ہے کہ تم رشکِ قمر ہو
مجھ کو بھی یقیں آئے اگر چودھویں تاریخ
تم گھر میں مرے شام سے تا وقتِ سحر ہو

۱۷۶۔ **فدوی**: تخلص[۲] مرزا بھچو دہوی عظیم آبادی مسکن شاگرد شاہ گھسیٹا کا
ہے۔ منہ

---

[۱] ریاض الفردوس ۹۴، قطعہ ص ۱۷، ترجمہ گلشن بے خار ۲۰۱، مجموعۂ نغز ص ۳۰ ۔
اُردوئے معلّٰے غالب نمبر، دہلی ص مضمون خواجہ احمد فاروقی صفحہ ۱۳۰۔

[۲] ریاض الفردوس ۹۴، غزل ص ۵۶ ۔ گلشن بے خار میں ایک اہم اطلاع یہ بھی ہے کہ مرزا محمد علی نام تھا۔ احمد شاہ کے وقائع نویس تھے ۔ ترک سکونت کر کے عظیم آباد چلے گئے۔ شاہ گھسیٹا سے عشق تھا۔ آخر میں صاحب دل ہو گئے لیکن یہ شعر شیفتہ نے نقل نہیں کیا ہے۔ مجموعۂ نغز میں ہے ۔ " مرزا بھچو بیگ نام" پھر آخری شعر ہے " چل ساتھ کہ حسرت ۔ ۔ ۔ ۔ " لیکن محمد حسین نے " ہل ساتھ " لکھا ہے۔ مجموعۂ نغز ج ۲ ص ۴۱

چل ساتھ کہ حسرت دلِ مغموم سے نکلے
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا — یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا
کیوں نہ لیوے وہ نام عاشق کا — اب تو منہ میں یہ سب کے نام پڑا
قابل بندگی نہیں، تو نہیں — کب گلے آ کے یہ غلام پڑا
یار ایسا نہ پاوے گا فدوی — دیکھ لینا گر اس کو کام پڑا

۱۷۷۔ **فراق** : (متوفی ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۰ء تقریباً)
تخلص حکیم ثناء اللہ خاں دہلوی شاگرد خواجہ میر درد مشاہیر شعراء سے ہے
منہ

صاف دل کو کیا اور داغ جگر کو دھویا
کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا

چمن میں کوچۂ جاناں سے صدا آتی ہے
نالہ کرتی ہوئی جو بادِ صبا آتی ہے
کون بھرتا ہے دم سرد کو راتوں کو مدام
ٹھنڈی ٹھنڈی ترے کوچے کی ہوا آتی ہے
کس کے ہیں دستِ حنائی کا ہوں زخمی یارب
جو ہر اک زخم سے پھر بوئے حنا آتی ہے

---

[1] ریاض الفردوس ۴۹ غزل ۵۹ ترجمہ گلشن بے خار ۱۰۲ مجموعۂ نغز ج ۲ ص ۴۹

التجا یار کی رکھتا ہے سرِ شام سے دل
رات کیا آتی ہے اک سر یہ بلا آتی ہے
صبح کس طرح سے ہوگی شب تاریک فراق
نہ تو نیند آتی ہے مجھ کو، نہ قضا آتی ہے

۱۷۸۔ فرح : تخلص[1] فرخ بخش ساکنہ کاٹھ پور شرخ بازاری ہے۔ منہا
ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے
نگاہِ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

۱۷۹۔ فریدی : تخلص[2] محمد سمیع اللہ بدایونی نژاد شاہ جہاں پوری۔ مولد
شیخ فاروقی ہے۔ منہ
نہیں سبزہ نمایاں ہے لب جاں بخش جاناں پر
جنابِ خضر اور عیسیٰ ملے ہیں آبِ حیواں پر

۱۸۰۔ فقیر : (متوفی ۱۱۸۳ھ/۱۷۶۹)

---

[1] ریاض الفردوس ۹۴۔ ترجمہ گلشن بے خار ۲۰۹۔ بہارستان ناز ۱۸۰ پر اس کا
نام فرحت، فرحت بخش ہے۔ فیض آباد میں ایک نواب کے پاس نوکر تھی۔
لیکن یہ شعر نہیں ہے۔ [2] ریاض الفردوس ۹۴

[3] ریاض الفردوس ۹۴۔ ترجمہ گلشن بے خار ۲۱۳ میں غرقابی کا سنہ ۱۱۷۰ھ درج ہے
دیکھیے دستور الفصاحت مجموعۂ نغز ۶۷، ضمیمۂ مخزن نکات ص ۲۲۲

تخلص[۱] میر شمس الدین دہلوی، ماہر زبان فارسی وغیرہ کا ہے۔ منہ
گم ہے آواز ترے کوچے کے باشندوں کی
نالہ کرنے سے مگر اُن کے گلے بیٹھ گئے

۱۸۱۔ **فگار:** تخلص[۲] مرزا قطب علی شعراء شاہ جہان آباد سے ہے۔ منہ
مت پوچھ فگار اب تو مرا مسکن و ماویٰ
مانند بگولے کے سدا بے وطنی ہے

۱۸۲۔ **فیض:** تخلص[۳] میر فیض علی فرزند و شاگرد میر تقی میر کا ہے۔ منہ
شرق میں تیرے کنار و بوس کے اے بحر حسن
موج کے مانند ہو جاتے ہیں سب آغوش ہم

۱۸۳۔ **قاسم:** (متوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء بقول شیرانی)
تخلص[۴] حکیم میر قدرت اللہ خاں مشاہیر دہلی سے ہے۔ منہ
ہمیں بھی رخصت سیر چمن ہوٹک صیاد
کہ اب کی شور ہے ظالم بہار آنے کا

---

[۱] ریاض الفردوس ۹۴ ترجمہ گلشن بے خار ۲۱۴ مجموعۂ نغز ۸۔ تذکرۂ طبقات الشعراء ۲۴۳
[۲] ریاض الفردوس ۹۵ ترجمہ گلشن بے خار ۲۱۵ مجموعۂ نغز ۹۔
[۳] ریاض الفردوس ۹۵ ترجمہ گلشن بے خار ۲۲۰ شیفتہ کہتے ہیں ان کا تذکرہ میری نظر سے نہیں گزرا لیکن مجموعۂ نغز اور گلشن بے خار کا تقابلی مطالعہ اس کے خلاف نتیجہ ہے۔ مجموعۂ نغز ج ۲ ص ۹۲، تفصیل کے لیے دیکھیے مقدمہ مجموعۂ نغز از محمود شیرانی۔

۱۸۴۔ قائم : (متوفی ۱۲۰۸ھ/ ۹۴-۱۷۹۳ء)
تخلص شیخ محمد[1] قیام الدین چاندپوری۔ شاگرد مرزا محمد رفیع سودا کا ہے۔

منہ

غیر سے ملنا تمہارا سُن کے گو ہم چپ رہے
پر سُنا ہو گا کہ تم کو اِک جہاں نے کیا کہا

۱۸۵۔ قدرت : [دوسرا تخلص شوق تھا۔ م ۱۲۲۴ھ/ ۱۸۰۹ء]
تخلص[2] مولوی قدرت اللہ رام پوری شاگرد قائم چاندپوری کا ہے۔ منہ

لاکھوں جلائے مردۂ صد سالہ آن میں
فیض دمِ مسیح ہے اس کی زبان میں

کس کی نیرنگ یہ برقِ خاطرِ مایوس ہے
جو شرر دل سے اُٹھے سو جلوۂ طاؤس ہے

حسن کو اپنے ہواداروں سے کاوش ہے مدام
ہر تپش یاں شمع کی برقِ دلِ فانوس ہے

---

[1] ریاض الفردوس ۹۵ ترجمہ گلشن بے خار ۲۱۶ مجموعۂ نغز ۸۲۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے مقدمہ مخزن نکات و مقدمہ کلیات قائم جلد اول از اقتدا حسن طبع مجلس ترقی ادب لاہور [2] گلشن بے خار میں یہ شعر ایک گمنام قدرت کے نام سے ہے اور مجمع الانتخاب ص ۱۱۴ پر بغیر "شاہ" ہے۔ ترجمہ گلشن بے خار ۲۲۳ مجموعۂ نغز ۱۲۵۔ دیکھیے مقدمہ تذکرہ طبقات الشعرا، طبع مجلس ترقی ادب لاہور

ایک ہی پردے کے سر سمجھو تو ہیں گے سب الاپ
گر صدائے بانگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
خوب ملک روس ہے اور سرزمین طوس ہے

گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجیے زندگی
اِس طرف آوازِ طبل اودھر صدائے کوس ہے

صبح سے تا شام چلتا ہو مئے گلگوں کا دَور
شب ہوئی تو ماہرویوں سے کنار و بوس ہے

سُنتے ہی عبرت یہ بولی، اِک تماشے میں تجھے
چل دکھاؤں تو جو قیدِ آز کا محبوس ہے

لے گئی اکبارگی گورِ غریباں کی طرف
جس جگہ جانِ تمنّا سو طرح مایوس ہے

مرقدیں دو تین بتلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے، یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو اُن سے کہ جاہ و حشمتِ دنیا سے آج
کچھ بھی اُن کے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

کل تو قدرت پائے خم رکھتے تھے تسبیح ریا
آج رنگینِ جام سے یہ خرقۂ سالوس ہے

۱۸۶۔ قربان: تخلص میر محمدی خلف میر کلو شاگرد ثناء اللہ خاں فراؔق کا ہے۔ منہ

[1] ریاض الفردوس ۹۵ ترجمہ گلشن بے خار ۲۲۴ مجموعہ نغز ج ۲ ص ۱۲۷

کیوں نہ ٹھوکر سے وہاں احیائے صد جانذادہ ہو
دست بستہ معجز عیسےٰ جہاں استادہ ہو

۱۸۷۔ [قلق[۱]: آفتاب الدولہ خواجہ ارشد علی خاں (۱)، قلق خواجہ بہادر حسین فراق کے بیٹے، لکھنؤ کے رہنے والے خواجہ وزیر کے بھانجے اور شاگرد تھے۔ عرصے تک واجد علی شاہ کے مصاحب خاص رہے۔ جب وہ لکھنؤ سے کلکتے آئے تو قلق بھی اُن کے ساتھ تھے۔ اُن کی مثنوی طلسم الفت مشہور ہے۔ دیوان مظہر عشق کے نام سے مطبع نولکشور کانپور ۱۲۹۳ھ میں چھپ گیا ہے جو اکثر اصناف سخن پر حاوی ہے۔ ۱۲۸۱ھ کے بعد وفات پائی۔ غزل میں خواجہ وزیر سے علیحدہ آمد کی شان رکھتے ہیں۔ جرأت کی طرح معاملہ بندی کی جھلک موجود ہے۔ زبان کی سلامت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ غزل کی طرح اور اصناف میں بھی اُن کا رنگ ہموار ہے۔]

۱۸۸۔ کلو: تخلص میر کلو دہلوی[۲] قرابت مند خواجہ میر درد کا ہے۔ منہ
صدا فقیر دل کی گر تم سنو گے کیا ہو گا
ذرا ادھر بھی نظر پھینکنا بھلا ہو گا

۱؎ اضافہ از مرتضیٰ حسین، ماخوذ از جواہر سخن جلد چہارم طبع الہ آباد، سخن شعرا میں اسد اللہ نام لکھا ہے جو در حقیقت عرفیت ہے۔ تنق پر ایک مضمون لکھ چکا ہوں، دیوان کا انتخاب بھی کیا ہے، جو منتظر اشاعت ہے۔ فاضل

۲؎ ریاض الفردوس ۹۵ ترجمہ گلشن بے خار ۲۳۰

۱۸۹۔ **کلیم:** تخلص[1] میر محمد حسین دہلوی داماد میر تقی میرؔ کا ہے۔ منہ

چھپا آ مرے چشم پُر آب میں دریا
کسی نے دیکھا ہے اب تک جہاں میں دریا

۱۹۰۔ **کوثر:** تخلص[2] مہدی علی خاں لکھنوی، شاگرد شیخ امام بخش ناسخ کا ہے۔ منہ

چشم میں عشق کے اعجاز سے آنسو ٹھہرے
ورنہ کشتی میں ہے دریا کا سمانا مشکل

۱۹۱۔ **گویا:** (متوفی ۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء)
تخلص[3] حسام الدولہ نواب فقیر محمد خاں ملیح آبادی شاگرد ناسخ کا ہے۔ منہ

صندلی رنگ پہ میں مر ہی گیا
دردِ سر کس کا کریاں سر ہی گیا

شب وصال میں کیا یار سے دوچار ہوں میں
رہا فراق میں جیتا تو شرمسار ہوں میں

---

[1] ریاض الفردوس ۹۵ ترجمہ گلشن بے خار ۲۳۰ مجموعہ نغز ج ۲ ص ۱۴۰
[2] ریاض الفردوس ۹۵ ترجمہ گلشن بے خار ۲۴۲ ریاض الفصحا ۲۶۶ گلستان بے خزاں ۱۹۹
[3] ریاض الفردوس ۹۵ غزل ص ۹۸ ترجمہ گلشن بے خار ۲۳۳ گلستان سخن طبع نولکشور ۴۰۷

جو تیری تیغ نگہ بار مجھ پہ گر جاوے
تو پہلے وار میں دریائے غم کے پار ہوں میں
یہ کس کے کان کی بالی کی مچھلی دیکھی ہے
مثال ماہیٔ بے آب بے قرار ہوں میں
نہ بعد مرگ بھی غیروں کو دیکھنے دوں گا
بھروں گا غیروں کی آنکھوں میں وہ غبار ہوں میں

۱۹۲۔ **لطف :** (۱۲۲۸ھ/۱۸۱۳ء)
تخلص[۱] مرزا علی استر آبادی نژاد دہلوی مولد عظیم آبادی مسکن۔ شاگرد میر کا ہے۔ منہ

ہوگئی زنجیر پا اپنی یہ زلف پُر شکن
ورنہ دل تجھ سے کو دیتا، کیا کوئی دیوانہ تھا

۱۹۳۔ **مائل :** تخلص سید[۲] کاظم علی شعرا خیر آباد سے ہے۔ منہ
شب ہجراں کی آہ ایک طرف
لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

---

[۱] ریاض الفردوس ۹۵ ترجمہ گلشن بے خار ۲۳۵، مجموعہ نغز ۱۴۸، دیباچہ دستور الفصاحت ۷۹، تذکرہ طبقات الشعراء ص ۳۲۳
[۲] ریاض الفردوس ۹۵ ترجمہ گلشن بے خار ۲۳۰، مجموعۂ نغز ندارد

۱۹۴۔ **مبتلا** : تخلص[1] مرزا کاظم بیگ شعرائے لکھنؤ سے ہے۔ منہ

شیشۂ دل پٹک دیا تُو نے
سنگدل آہ کیا کیا تُو نے

۱۹۵۔ **مجرم** : تخلص[2] رحمت اللہ اکبرآبادی شاگرد میر محمدی بیدار کا ہے۔ منہ

دل افگار دیا، دیدۂ خونبار دیا
چرخ ناساز نے کیا کیا مجھے آزار دیا

۱۹۶۔ **مجنوں** : تخلص[3] ایک فقیر سرو پا برہنہ شاگرد میر کا ہے۔ منہ

جس سے جی چاہے طو تم نہ کسی سے پوچھو
مجھ سے کیا پُوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

۱۹۷۔ **محبت** : (متوفی ۱۲۲۲ھ/۱۸۰۷م)
تخلص[4] نواب محبت خاں فرزند حافظ الملک نواب رحمت خاں کا ہے۔ منہ

---

[1] ریاض الفردوس ۹۵ ترجمہ گلشن بے خار ۲۳۸ مجموعۂ نغز ندارد دستور الفصاحت کے دیباچہ ص ۳۷ میں مبتلا کی ولادت ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۸ء کے قریب اور وفات بارھویں صدی کے آخر میں بتائی گئی ہے۔ [2] ریاض الفردوس ۹۶ ترجمہ گلشن بے خار ۲۳۹
[3] ریاض الفردوس ۹۵ ترجمہ گلشن بے خار ۲۳۹ مجموعۂ نغز ۱۵۵
[4] ریاض الفردوس ۹۶ ترجمہ گلشن بے خار ۲۴۲ مجموعۂ نغز ج ۲ ص ۱۶۰ محب اللہ خاں قاموس المشاہیر سے سنہ وفات نقل ہے۔ غزل مذکور ریاض الفردوس ص ۵۴ پر ہے۔

جس کو تری آنکھوں سے سروکار رہے گا
بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہے گا

ہو ترش دیں تم نے کیا کیا کڑوی کڑوی گالیاں
ہم نے جوں شہد و شکر کس کس مزے سے کھالیاں
رکھتے ہیں پان اور مسی کا شوق سب خوباں ولے
وہ کہاں دلچسپ سرخی وہ لبوں کی لالیاں
صاف کھل جاتی ہے اُس دم ان لبوں کی کیفیت
جب نظر آجائیں وہ انگڑائیاں متوالیاں
یہ نہیں شمس و قمر، کرتے ترے سر پہ نثار
آسماں لایا ہے بھر کر سیم و زر کی تھالیاں
اب دکھا دے چاند سا مکھڑا کہ جوں مارِ سیاہ
بن تری زلفوں کے ڈستی ہیں یہ راتیں کالیاں

۱۹۸- محزوں : تخلص میرزا ناصر خاں[1] خلف محمد نصیر رنج دہلوی کا ہے بمنہ
جھوٹ ہے اور سے کب میں نے لڑائیں آنکھیں
تم نے بے فائدہ رو رو کے سجائیں آنکھیں

---

[1] ریاض الفردوس ۹۶ ترجمہ گلشن بے خار ۲۰۴ و گلستان سخن میرزا ناصرخان ،
ریاض میرزا ناصرخان ۔

۱۹۹۔ محشر: تخلص[1] اکرام اللہ خاں شعرائے بداؤں سے ہے۔ منہ

آ چھپا شورِ قیامت ترے داماں کے تلے
فتنہ سوتا ہے ترے سایۂ مژگاں کے تلے

۲۰۰۔ محمود: تخلص محمود[2] خاں دہلوی برادرزادۂ اعظم الدولہ میر محمد خاں سرور کا ہے۔ منہ

گھر سے بے پردہ وہ رشکِ مہرِ روشن نکلا
نالۂ دل بھی مری جان کا دشمن نکلا

وہ یہ سمجھا کہ ہوا ظلم اٹھانا مشکل
ہم کو جینے سے بھی اب زہر ہے کھانا مشکل
نہ ڈرا نارِ جہنم سے عبث اسے واعظ
ہے بجز ذکرِ عدو ہم کو جلانا مشکل
غلبۂ شوق سے عالم ہے نظر میں تاریک
جس کے جویا تھے ہوا اس کا بھی پانا مشکل

۲۰۱۔ مدہوش: تخلص، شاگرد میر[3] سوز لکھنوی کا ہے۔ منہ

---

[1] ریاض الفردوس ۹۶ ترجمہ گلشن بے خار ۳۴۳ مجموعۂ نغز تکملہ ۴۰۱
[2] ریاض الفردوس ۹۶ غزل ص ۶۹ پر انتساب یقینی نہیں ہے ترجمہ گلشن بے خار ۳۴۳ مجموعۂ نغز ندارد
[3] ریاض الفردوس ۹۶ ترجمہ گلشن بے خار، ۳۴۴ مجموعہ نغز ۴۰۲

مرا جس ناز سے تو نے لیا دل
خدا جانے ہے اس کو یا مرا دل

۲۰۲۔ مذاق : (متوفی ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء)
تخلص[۱] دلدار علی شعرائے بداؤں سے ہے۔ منہ
آؤ میخانہ میں اسے جان لڑائی ٹھانو
لڑتے ملتے ہیں، بگڑتے ہیں، سنور جاتے ہیں

۲۰۳۔ مرزا : تخلص[۲] مشہور مرزا نینا موسوم بحکیم میر فضل اللہ شعرائے قصبۂ پانی پت سے ہے۔ منہ
سخت مشکل ہے ہجر میں جینا
زندگی اپنے اختیار نہیں

۲۰۴۔ مست : تخلص[۳] مولوی فضل رسول اطبائے بداؤں سے ہے۔ منہ
بوسہ بے ساختہ سرگوشی کی حالت میں ملا
تھا تری جنبش سر کی یہ ادا کا صدقہ

---

[۱] ریاض الفردوس ۹۶ ترجمہ گلشن بےخار، مجموعۂ نغز ندارد، حالات کے لیے دیکھیے دیباچہ کلام مذاق طبع دوم ڈھاکہ ۱۹۶۴ء، تذکرۃ الواصلین از رضی الدین بدایونی طبع نظامی پریس بدایوں ۱۹۴۵ء۔ ذوق کے پرجوش حامی تھے، آئینۂ دلدار میلاد مصطفوی و مرتضوی بھی شائع ہو چکا ہے [۲] ریاض الفردوس ۹۶ ترجمہ گلشن بےخار ۲۴ [۳] ریاض الفردوس ۹۶ ترجمہ گلشن بےخار ندارد۔

۲۰۵۔ **مسرور**: تخلص[1] شیخ پیر بخش ساکن قصبۂ کاکوری شاگردِ مصحفی کا ہے۔

منہ

کرتے ہیں وہ غرفے سے اشارے کئی دن سے
ہیں پیچھے پڑے دل کے ہمارے کئی دن سے

۲۰۶۔ **مشتاق**: تخلص[2] عبداللہ خان المخاطب بہ مشتاق علی خاں ایرانی نژاد ہے۔ منہ

کی اک نگاہ یاس جو مژگانِ یار پر
سو برچھیاں لگیں دلِ اُمیدوار پر

۲۰۷۔ **مشیر**: تخلص[3] قطب الدین شاہ جہاں آبادی شاگرد شاہ نصیر کا ہے۔ منہ

یہ غُل ہے کہ وحشی نے ترے پاؤں نکالے
پھر دستِ جنوں سلسلہ جنباں نہ ہوا ہو

۲۰۸۔ **مصحفی**: (متوفی ۱۲۴۰ھ[4]/۱۸۲۴ء)

---

[1] ریاض الفردوس ۹۶ ترجمہ گلشن بے خار ۲۴۹
[2] ریاض الفردوس ۹۶ ترجمہ گلشن بے خار ۲۴۹ مجموعۂ نغز ۱۸۷
[3] ریاض الفردوس ۹۶ ترجمہ گلشن بے خار ۲۵۱ مجموعۂ نغز ندارد
[4] ریاض الفردوس ۹۶ غزل ۵۳ ترجمہ گلشن بے خار ۲۵۲ مجموعۂ نغز ج ۲ ص ۱۸۸ تفصیل کام ہو چکا ہے۔

تخلص غلام ہمدانی باشندہ امروہہ۔ زمرۂ اساتذہ میں معدود ہے منہ
میں اسی رشک سے مرتا ہوں کہ کل غیر نے ہائے
ہاتھ ہنگام قسم کیوں ترے سر پر رکھا

لاف گرمی ترے عارض پہ جو گلشن مارے
آتش گل پہ صبا طیش سے دامن مارے
کیا غضب ہے جو تو غرفے میں کھلے بال پھرے
نور نظّارہ ترا دیدۂ روزن مارے
ہے خوشا حال انہوں کا جو ترے کوچے میں
خاک پنڈے کو ملے بیٹھے ہیں آسن مارے
دشمن و دوست کو اُلفت نے ترے ایک کیا
ہاتھ پر ہاتھ نہ کیوں شیخ و برہمن مارے
تیری آنکھیں ہیں وہ رہزن کہ جنہوں نے کافر
قافلے لوٹ لیے سینکڑوں رہزن مارے
ہم ترے واسطے اے غیرت لیلیٰ اب تک
قیس کی طرح پڑے پھرتے ہیں بن بن مارے
مصحفی کام ترا ضبط سے اب درگزرا
کب تلک غم میں کسی کے کوئی تن من مارے

۲۰۹۔ مصدر: تخلص میر ماشاءاللہ خاں پدر میر انشاءاللہ خاں کا ہے۔ منہ

لہ ریاض الفردوس ، ۹۷ ترجمہ گلشن بےخار ۲۵۲ مجموعۂ نغز ۱۸۸

کافر ہو سا تیرے کرے چاہ کسو کی
صورت نہ دکھاوے مجھے اللہ کسو کی

۲۱۰۔ **مضطر**: تخلص کنور سنگھ[1] لکھنوی شاگرد غلام ہمدانی مصحفی کا ہے۔ منہ
خلل انداز وفا کون سا غماز ہوا
کہ جواب خط مضطر قلم انداز ہوا

۲۱۱۔ **مضمون**: (متوفی ۱۱۴۷ھ/ ۳۵-۱۷۳۴م)
تخلص[2] شرف الدین ساکن قصبۂ جاجمئو شاگرد خان آرزو کا ہے۔ منہ
ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا
صبر ایوبؑ کیا، گریۂ یعقوبؑ کیا

۲۱۲۔ **مظہر**: (متوفی ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱م)
تخلص[3] مرزا مظہر جانجاناں اکبرآبادی مولد دہلوی مسکن مشائخ نقشبندیہ سے ہے۔ منہ
لوگ کہتے ہیں موا مظہر بے کس افسوس
کیا ہوا اُس کو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا

---

[1] ریاض الفردوس ۹۷، ترجمہ گلشن بے خار ۲۵۷، مجموعۂ نغز ۱۹۵
[2] ریاض الفردوس ۹۷، ترجمہ گلشن بے خار ۲۵۷، مجموعۂ نغز ۱۹۷، ضمیمہ مخزن نکات ۲۲۵
[3] ریاض الفردوس ۹۷، غزل ص ۱۵، ترجمہ گلشن بیخار ۲۵۸، مجموعۂ نغز ۱۹۸۔ مرزا صاحب کے

جذب وعرفان کے حکایات مولانا محمد طیب صاحب ناظم دارالعلوم دیوبند نے بھی بیان کیے ہیں جن میں سے ایک واقعہ "روایات الطیب" طبع لاہور ۱۹۶۶ء سے نقل ہے:

مولانا نے دیوان اللہ دیے سے سُنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے لیے تشریف لاتے تو جنوبی دروازے سے داخل ہوتے اور جب نماز سے فارغ ہوکر تشریف لے جاتے تو شرقی دروازے میں سے جاتے۔ جمعہ کی نماز کے بعد شرقی دروازہ کی شمالی سدری میں ایک بزرگ مصلیٰ بچھا کر بیٹھتے تھے اور اُن کے سامنے ایک مٹی کا لوٹا اور اُس کے اُوپر ایک گھسی ہوئی اینٹ رکھی ہوتی تھی۔ جب مرزا صاحب نماز سے فارغ ہوکر تشریف لاتے تو اُن بزرگ کے لاتیں مارتے اور بُرا بھلا کہتے اور اُن کے نیچے سے مصلیٰ نکال کر پھینک دیتے اور یہ کر کے روانہ ہو جاتے۔ لوگ اس حرکت کو دیکھ کر اور مرزا صاحب کی شان کے خلاف سمجھ کر اس پر تعجب کرتے مگر دریافت کرنے کی کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ کسی خاص شخص نے جرأت کر کے دریافت کیا۔ حضرت! یہ کون بزرگ ہیں اور آپ ان کے ساتھ یہ برتاؤ کیوں کرتے ہیں؟

مرزا صاحب نے فرمایا: اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب ہم لڑکے تھے تو ہماری شکل و صورت اچھی تھی۔ ہمارے چاہنے والے ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ یہ بھی ہمارے چاہنے والوں میں سے تھے اور یہ بھی ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ اُس وقت ان کے ساتھ یونہی ہاتھاپائی ہوا کرتی تھی۔

جُوں جُوں ہم جوان ہوتے گئے ہمارے چاہنے والے رخصت ہوتے گئے۔ مگر صرف ایک یہ شخص تھا جو برابر آتا رہا۔ اب خدا نے ہمیں ہدایت کی اور ہم سلوک

کی طرف متوجہ ہوئے اور خدا کے فضل سے صاحب اجازت ہوئے۔
ایک روز ہمیں خیال ہوا کہ یہ شخص با وفا دوست ہے، اس کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ میں نے جو اس کی طرف توجہ کی تو میں اس کے عکس میں ہی دب گیا۔ اور میں نے اس کو اپنے سے بہت اونچا دیکھا۔
اب تو میں نہایت پریشان ہوا اور میں نے اس کا نہایت ادب کیا۔ اور اپنی جگہ اس کے لیے چھوڑی اور کہا۔ کہ میں اس جگہ کے قابل نہیں ہوں۔ آپ میری جگہ تشریف رکھیں اور میں آپ کی جگہ۔ مگر اُس نے نہ مانا۔ میں نے نہایت اصرار کیا مگر اُس نے میرے اصرار پر بھی نہ مانا اور کہا۔ تمہیں میرے ساتھ وہی برتاؤ کرنا ہوگا جو اَب تک کرتے رہے ہو۔
اس کو میں نہ مانا۔ اس پر انہوں نے میری تمام کیفیت سلب کر لی اور میں اکرا ہو گیا۔ اب میں بہت پریشان ہوا اور میں نے کہا۔ میری کیفیت دے دو!
اس پر اس نے کہا۔ کہ اس شرط پر واپس کرتا ہوں۔ کہ وعدہ کرو کہ مجھ سے ہمیشہ وہی برتاؤ کرتے رہو گے جو اَب تک کرتے رہے ہو، اور یہاں نہیں بلکہ جامع مسجد میں سب کے سامنے ؎

لگتی ہیں گالیاں بھی ترے منہ سے کیا بھلی
قربان تیرے پھر مجھے کہدے اسی طرح

یہ شعر اس جگہ خان صاحب نے اپنی طرف سے پڑھا تھا۔ میں نے ناچار اس کو منظور کیا اور اس مجبوری سے ایسا کرتا ہوں۔

اس گل کا پہنچتا ہے مجھے خط صبا کے ساتھ
اس واسطے لکھا ہے چمن میں ہوا کے ہاتھ

برگ حنا اُوپر لکھو احوال دل میرا
شاید کبھی تو جا لگے اس دلربا کے ہاتھ

آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید سے
مینا لگا ہے جب سے مجھ بے نوا کے ہاتھ

ڈرتا ہوں میرزائی تری دیکھ ہر سحر
سورج کے ہاتھ چوری ہے پنکھا صبا کے ہاتھ

مظہرؔ چھپا کے رکھ دل نازک اب اس کے تئیں
یہ شیشہ پہنچتا ہے کسی میرزا کے ہاتھ

۲۱۳۔ معروف : (متوفی ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۷ء)
تخلص[1] الٰہی بخش خاں حالت ثروت میں تارک الدنیا ہو گیا۔ منہ
کی وصیت یہ کچھ ارماں بھری آہ کہ رات
سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

ڈبو دیا مجھے اس چشم تر کو کیا کوسوں؟
جلا دیا مجھے سوز جگر کو کیا کوسوں

یونہی بغل سے مری مفت لے گیا دل کو
بغل بھی گرم نہ کی مفت بر کو کیا کوسوں

---

[1] ریاض الفردوس، ۹۷ غزل ۶۱ ترجمہ گلشن بے خار ۲۶۰ تاریخ وفات لکھی ہے مجموعہ نغز ۲۰۱

کہے تھا مجھ سے کہ سو کوس روز چلتا ہوں
گیا تو مر ہی گیا، نامہ بر کو کیا کوسوں
شب وصال کی ہوتے ہی چاک جیب گیا
طرب کو کر دیا ماتم، سحر کو کیا کوسوں
نہ آنکھ بھر کبھی اس مہروش کو دیکھ سکا
وفور اشک و قصور بصر کو کیا کوسوں
دیا ہے اپنے سے ظالم کو اس نے دل معروف
اب اور اس بت بیداد گر کو کیا کوسوں

۲۱۴۔ ملول : تخلص شاہ شرف الدین فرقہ درویشاں سے ہے۔ منہ
تری جدائی نے یاں تک ہمیں ملول کیا
کہ زندگی کے عوض مرگ کو قبول کیا

۲۱۵۔ ممنون : (متوفی ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء)
تخلص میر نظام الدین شاگرد و فرزند میر قمر الدین منّت کا۔ ممتاز شعرائے دہلی سے ہے۔ منہ
بُرا مت مانیے مرے دیکھنے سے
تمہیں حق نے ایسا بنایا تو دیکھا

تا عدم ہے شور اپنی آہِ بے تاثیر کا
ہے سویدائے دل عنقا ہدف اس تیر کا

گلشن اقبال تک سر دوں کے کب پہنچی خزاں
سبزہ پژمردہ نہیں دیکھا کبھی شمشیر کا
جو نظر آئی ہے صورت وہ ہے معنی بھری
اِس زمانے میں مُرقع ہے جہاں تصویر کا
خاک پہ آکر مری کہنے لگا وہ پُرغرور
معتقد ہوں جذبۂ اُلفت کی مَیں تاثیر کا

۲۱۶۔ **منّت :** (متوفی ۱۲۰۸ھ/۹۴-۱۷۹۳ء)
تخلص میر قمرالدین سونی پتی مولد، دہلوی مسکن، شعرائے نامی سے ہے۔ منہ
گر اُس لب جاں بخش کی میں بات سُناؤں
عیسےٰ بھی جو کچھ بولے تو صلوات سُناؤں

۲۱۷۔ **منشی :** تخلص میر محمد حسین دہلوی اساتذہ خوش نویسوں میں معدود ہے۔ منہ
نہ پوچھو اس پری کے حُسن کا عالم کہ آفت ہے
بلا شوخی، غضب رفتار، قامت اک قیامت ہے

۲۱۸۔ **منیر :** تخلص وجیہہ الدین فرزند شاگرد شاہ نصیر دہلوی کا ہے۔ منہ
اِس باغ جہاں میں کبھی پھُولے نہ پھلے ہم
جوں نخل چنار اپنی ہی آتش سے جلے ہم

۲۱۹۔ موج : تخلص[1] خدا بخش اکبرآبادی زمرۂ سرایندہ گان میں معدود ہے۔

منہ

لاکھوں کٹوا دیے سر، آن میں ہنستے ہنستے
اے مری جان کوئی تو تو تماشا نکلا

۲۲۰۔ مومن : (متوفی ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۲ء)

تخلص[2] مومن خاں، شعرائے نامدار دہلی سے، زمرۂ اساتذہ میں معدود ہے۔ منہ

اس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل
میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی وعدہ یعنی نباہ کا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو لطف مجھ پہ تھا پیشتر وہ کرم کہ تھا مرے حال پہ
مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

---

[1] ریاض الفردوس ۹۸ ترجمہ گلشن بے خار ۲۷۵

[2] ریاض الفردوس ۹۸ غزلی ص ۶۹ ترجمہ گلشن بے خار ۲۷۵ - دیکھیے کلب علی خاں فائق کی تالیف مومن طبع مجلس ترقی ادب لاہور، و تالیف جناب ڈاکٹر عبادت بریلوی صاحب طبع کراچی۔

وہ نئے گلے وہ شکایتیں، وہ مزے مزے کی حکایتیں
وہ ہر ایک بات میں رُوٹھنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی سب میں بیٹھے جو رُو برُو، تو اشارتوں ہی سے گفتگو
نہ بیان شوق کا بَرملا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بدم
گلۂ ملامتِ اقربا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمہارے جی کو بُری لگی
تو بیان سے پہلے ہی بھولنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

سنو ذکر ہے کئی سال کا، کیا ایک آپ نے وعدہ تھا
سو وفا کا اس کی تو ذکر ہی کیا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کہا میں نے بات وہ کوٹھے کی، مرے دل سے صاف اُتر گئی
تو کہا کہ جانے مری بلا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بگڑنا وصل کی رات کا، وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہیں نہیں کی ہر اک ادا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ گنتے تھے آشنا، جسے آپ کہتے تھے باوفا
میں وہی ہوں مومنؔ مبتلا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

۲۲۱- مہر: م ۱۸۷۹ء

میرزا حاتم علی بیگ مہرؔ کے پردادا نادر شاہ کے ساتھ اصفہان سے

؎ ضمیمہ ادبی خطوط غالب طبع لکھنؤ، تاریخ ادب اُردو، حواشی اُردوئے معلیٰ از فاضل لکھنوی، تذکرہ نادر

ہندوستان آئے تھے۔ اُن کے دادا رکن الدولہ امراؤ علی خان بہادر غالباً ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ اور جوان ہوکر نواب شجاع الدولہ مرحوم کے ندیم خاص پھر علاقہ دنیو کے ناظم ہوئے۔ مہر کے والد کا نام میرزا فیض علی بیگ تھا۔ وہ انگریزی عملداری میں "کول" کی تحصیلداری کے عہدے پر فائز رہے۔ مہر ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۵ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ابھی کمسن ہی تھے کہ والد نے رحلت کی مگر والدہ نے بڑے اہتمام سے تعلیم دلائی۔ ۱۸۴۰ء میں قانون کا امتحان پاس کر کے چنار گڑھ ضلع مرزا پور میں منصف مقرر ہوئے۔ خود لکھتے ہیں :

از بسکہ سوز ہجر سے خوگر ہوئے ہیں ہم
منصف چنار گڑھ میں مقرر ہوئے ہیں ہم

حاتم علی بیگ کے بھائی عنایت علی بیگ نے ماہ تخلص رکھا۔ اور آتش کے شاگرد ہوئے۔ حاتم علی بیگ نے مہر تخلص اختیار کیا اور ناسخ کے تلامذہ میں شامل ہو گئے۔

"غدر" میں مہر نے اپنے ماموں سخاوت علی بیگ کی امداد سے سات انگریزوں کو اپنے گھر میں پناہ دے کر اُن کی جان بچائی۔ اس خدمت کے صلے میں اُنہیں بائیس پارچے کا خلعت، مالائے مروارید اور ایک گھوڑا مع اسلحہ ملا۔ نیز دو گاؤں جاگیر میں عطا ہوئے۔

اس کے بعد مہر لکھنؤ کی اقامت چھوڑ کر آگرے میں دو نواب معتمد خاں کی مسجد کے متصل اقامت گزیں ہوئے

۱۸۷۹ء میں اپنے بیٹے میرزا سخاوت علی بیگ تحصیلدار سے ملنے کے لئے ایٹہ گئے۔ وہیں وفات پائی۔ بہت سے شاگرد تھے،

جن میں سے ایک راجہ بلوان سنگھ خلف مہاراجہ چیت سنگھ بھی تھے۔
متعدد کتابیں یادگار ہیں جن میں ایک کتاب کا نام " ذاب انتقام"
ہے۔ جیسے تاریخ ادب اردو، اور ادبی خطوط غالب میں مرزا محمد عسکری نے
" ضبط انتقام" لکھ دیا ہے اور یہی نقل ہوتا چلا آیا ہے۔ کتاب میرے
پاس موجود ہے۔

مہر کے دیوان کا نام الماس درخشاں ہے۔ ایک غزل دیکھیے:

دروازے پہ بیٹھے ہیں نکلوائے ہوئے ہم
ہم نے تو دھتی دی، وہ غضب ڈھائے ہوئے ہیں
کرتا غضب اب تک تو ہمارا دل بے تاب
رو کے ہوئے، ڈانٹے ہوئے، دھمکائے ہوئے ہیں
مجھ پر نہیں رحم آئے یہ ممکن ہی نہیں ہے
ایسے وہ سمجھتے نہیں سمجھائے ہوئے ہیں
آئیں تو عنایت ہے، نہیں آتے نہ آئیں
ہم دل کو تصور ہی سے بہلائے ہوئے ہیں
اغیار سیہ رو سے بہت ربط ہے اُن کو
وہ چاند ہیں اسے مہر تو گہنائے ہوئے ہیں]

۲۲۲۔ مہر: تخلص، رجب بیگ[1]، نام ایک شاعر (کا) ہے۔ منہ
میں جاں بلب ہوں رٹنے دے لے نکتہ چیں مجھے
آیا ہے یاد خال لب نازنیں مجھے

---

[1] ریاض الفردوس ص ۹۸ ترجمہ گلشن بے خار ۲۹؛

۲۲۳- میر : (متوفی ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء)
تخلص[۱] محمد تقی اکبرآبادی مولد، لکھنوی مسکن، فخر شعرائے ماتقدم و تاخر ہے۔ منہ

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا
دلِ ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا
دل کے جانے کا نہایت غم رہا
حُسن تھا اس کا بہت عالم فریب
خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا
دل نہ پہنچا گوشۂ داماں تلک
قطرۂ خوں تھا مژہ پر جم رہا
اُس کے لب سے تلخ ہی سنتے رہے
آبِ حیواں اپنے حق میں سم رہا
میرے رونے کی حقیقت جس میں تھی
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا
خیمۂ لیلیٰ کو سُنتے ہیں سیاہ
اُس میں مجنوں کا سدا ماتم رہا

---

[۱] ریاض الفردوس ۹۸ غزل ص ۱۵ ترجمہ گلشن بے خار ۲۹۳ مجموعۂ نغز ۲۲۹ تذکرۂ طبقات الشعراء ص ۲۰۶ دستور الفصاحت ۴۲۔ (مفصل کتابیں لکھی جاچکی ہیں)

میرے رونے پر جو اس نے ہنس دیا
برق چمکی ابرِ باراں تھم رہا
صبح گزری شام ہونے آئی میرؔ
تو نہ چونکا دن نہایت کم رہا

۲۲۴۔ **ناجی** : (متوفی ۵۴-۱۱۵۳ھ/ ۴۱-۱۷۴۰ء)
تخلص محمد شاکر دہلوی شعرائے عہد محمد شاہ بادشاہ سے ہے۔ منہ[1]
تری نگاہ کی حسرت ہے اسے کماں ابرو
ہمارے سینے میں تودہ ہوا ہے تیروں کا

۲۲۵۔ **ناسخ** : (متوفی ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۸ء)
تخلص شیخ امام بخش، شعرائے نامدار لکھنؤ سے، زمرہ اساتذہ میں معدود ہے۔ منہ[2]
از خود نہیں لب اُٹھتے جو ہیں صاحب تمکیں
بولے جو کوئی تب سنے کہسار کی آواز

---

[1] ریاض الفردوس ۹۸، ترجمہ گلشن بے خار ۴۰-۳، مجموعۂ نغز ۲۵۶ جواہر سخن۔
[2] ریاض الفردوس ۹۸، غزل ۵۸، ترجمہ گلشن بے خار ۳۰۷، مجموعۂ نغز ندارد ملاحظہ ہو میری کتاب 'ناسخ اور اُن کا فن' طبع کتاب منزل، لاہور

چشمِ جاناں اور ہے، چشمِ غزالاں اور ہے
وضعِ انساں اور ہے ترکیبِ حیواں اور ہے

گر کتاں اس سے پھٹے اس سے جگر ہو چاک چاک
ماہِ تاباں اور ہے رخسارِ تاباں اور ہے

سیرِ مقتل مت سمجھ گلگشت اے نازک مزاج
باغ و بستاں اور ہے، گنجِ شہیداں اور ہے

یہ میسر ہے، وہ دیکھیں ہو میسر یا نہ ہو!
کوئے جاناں اور ہے، گلزارِ رضواں اور ہے

ایک یوسف واں گھرا تھا، یاں گھرے دل ہائے خلق
چاہِ یوسف اور ہے، چاہِ زنخداں اور ہے

برق اس پر ہنستی ہے روتا ہے اس پر یک جہاں
ابرِ باراں اور ہے یہ چشمِ گریاں اور ہے

خاکِ جنت میں ملے گا بعدِ مردن دل مرا
نازِ غلماں اور ہے اندازِ انساں اور ہے

اس میں ہے داغِ فراق اس صبح اس میں آفتاب
یہ گریباں اور ہے تیرا گریباں اور ہے

دل سے ہے کاوش اسے تلوے سے ہے اس کو خلش
خارِ مژگاں اور ہے، خارِ مغیلاں اور ہے

جانور اس پر ہے عاشق اس پہ ہے عاشق آدمی
سروِ بستاں اور ہے سروِ خراماں اور ہے

ہوتے ہیں خوں اس کے دیکھے سو تو اسکی ضرب ہے
جسم عریاں اور ہے، شمشیر براں اور ہے

گرچہ دونوں خاک پر غلطاں ہیں لیکن فرق ہے
سنبلستاں اور ہے زلف پریشاں اور ہے

ناتراشیدہ ہے وہ اور یہ ہے سانچے میں ڈھلا
شاخ مرجاں اور ہے دست حسیناں اور ہے

باعث ایماں ہے وہ غارت گر ایماں ہے یہ
نظم قرآں اور ہے رخسار خوباں اور ہے

فرق ہے شاہ و گدا میں قول شاعر سے یہی
شیر قالیں اور ہے شیر نیستاں اور ہے

۲۲۶۔ نثار : تخلص[۱] عبدالرسول اکبرآبادی معاصر میر و سودا کا ہے منہ

اس کے عارض کو دیکھ جیتا ہوں
عارضی میری زندگانی ہے

۲۲۷۔ نجف : تخلص[۲] میر نجف علی، شعرائے متقدمین سے ہے۔ منہ

کس طرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانوں کو
ربط ہوتا ہے پریشاں سے پریشانوں کو

---

[۱] ریاض الفردوس ۹۸ ترجمہ گلشن بے خار ۳۱۳ مجموعۂ نغز ۲۶۵۔
[۲] ریاض الفردوس ۹۸ ترجمہ گلشن بے خار ۳۱۵ مجموعۂ نغز ۳۰۷

۲۲۸۔ **ندیم**: تخلص[1] مرزا علی (قلی) دہلوی، شعرائے مرثیہ گو (یاں) سے ہے۔ منہ

جُدائی میں ترے ہم کیا کہیں کس طرح جلتے ہیں
بجائے مُو، بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں

۲۲۹۔ **نزاکت**: تخلص[2] رمجو نارنولی مولد، دہلی مسکن، شوخ بازاری ہے منہا

حیراں ہے اگر چاہ کی تعزیر تو ظالم
تقصیر نہ ہوگی کبھی بار دگر ایسی

۲۳۰۔ **نسیم**: تخلص[3] مرزا راجہ کیدار ناتھ۔ شعرائے دہلی سے ہے۔ منہ

قتل باتوں سے تری عاشق رنجور ہوا
دردِ سر روز کا تھا، خوب ہوا دور ہوا

[**نسیم**: دیا شنکر متوفی ۱۲۵۴ھ مطابق ۱۸۳۸م]

عالَم[4] کا ترے جہاں بیاں ہے   بے تابی دل جہاں جہاں ہے
زنجیر جنوں کڑی نہ پڑیو   دیوانے کا پاؤں زیلں ہے

---

[1] ریاض الفردوس ۹۸ ترجمہ گلشن بے خار ۳۱۵ مجموعہ نغز ۲۶۹
[2] ریاض الفردوس ۹۸ ترجمہ گلشن بے خار ۳۱۶ بہارستان ناز ۲۲۱
[3] ریاض الفردوس ۹۸ ترجمہ گلشن بے خار ۳۱۸ مجموعہ نغز ۲۷۰
[4] ریاض الفردوس ص ۶۶ پہ بے نام درج ہے ممکن ہے کسی اور نسیم کی غزل ہو۔ مجھے نسیمؔ دیا شنکر کا شبہ ہوتا ہے۔

ذرّے کا بھی چمکے گا ستارہ　　قائم جو زمین و آسماں ہے
جو داغ کہ مہر ہے فلک پر　　دل میں مرے آبِ فلک نہاں ہے
کس سوچ میں ہو نسیم بولو　　آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے

۲۳۱۔ نشاط : تخلص[1] مولوی الٰہی بخش ساکنان کاندھلہ سے ہے۔ منہ

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارہ ہو جائے
آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے

۲۳۲۔ نصیر : (متوفی ۱۲۵۴ھ/۳۸-۱۸۳۸ء)
تخلص[2] شاہ نصیر الدین شعرائے ممتاز دہلی سے ہے۔ منہ

قدم نہ رکھ مری چشم پُر آب کے گھر میں
بھرا ہے نوح کا طوفاں حباب کے گھر میں

دل کہیں میرا گرفتار ہوا چاہتا ہے
پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے
وہ تو پردے سے نکلتا نہیں باہر اے دل
جس کا تو طالبِ دیدار ہوا چاہتا ہے

---

[1] ریاض الفردوس ۹۹ ترجمہ گلشن بے خار ۳۱۸
[2] ریاض الفردوس ۹۹ ترجمہ گلشن بے خار ۳۱۹ مجموعۂ نغز ۱/۲۷۰، غزل ریاض الفردوس ص ۵۱

دیکھ لینے دو مجھے اور بھی یار و اُس کو
بس کہ اب روزنِ دیوار ہوا چاہتا ہے
روز گل کھاتا ہوں فرقت سے تری سینہ پہ
سینہ اب تختۂ گلزار ہوا چاہتا ہے
رات سب وصل کی خنکی میں کٹی ہائے نصیرؔ
دن جدائی کا نمودار ہوا چاہتا ہے

۲۳۳۔ **نظام** : (متوفی کالپی ۱۸۰۰ء)
تخلص[1] نواب عماد الملک غازی الدین بہادر دہلوی ہے۔ منہ
اعجاز لب اس کا دم عیسیٰ سے نہیں کم
وہ پنجۂ سیمیں ید بیضا سے نہیں کم

۲۳۴۔ **نظیر** : (متوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء)
تخلص شیخ[2] ولی محمد شعرائے ہزل گو اکبر آبادی سے ہے۔ منہ
ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد
وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا

[1] ریاض الفردوس ۹۹ ترجمہ گلشن بےخار ۲۲۱ مجموعۂ نغز ۲۷۷، ضمیمہ مخزن نکات ۲۲۰
[2] ریاض الفردوس ۹۹ غزل ۵۸ ترجمہ گلشن بےخار ۲۲۰ مجموعۂ نغز ۲۸۱

نظر پڑا ایک بت پری وش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا
جو گھر سے نکلے تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر
کسی کو گالی کسی کو جھڑکی کسی کو ٹھوکر نپٹ لڑا کا
جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو بات سنیے تو میٹھی میٹھی
پہ دل وہ پتھر کہ سر اُڑا دے جو نام لیجیے کوئی وفا کا
نظیر چھپ جا، ارے سرک جا، بدل لے صورت، چھپا لے منہ کو
جو دیکھ لیتا ہے وہ ستمگر تو بارے پھر سے ابھی جھڑا کا

۲۳۵۔ نوا : (۱۲۴۱ھ/۱۸۲۶ء)

تخلص ظہور اللہ خاں۔ نام ایک شاعر (کا) ہے۔ منہ[۱]

گزرتے ہیں دل پہ ہزاروں تو ہم
نوا، آج اس کے نہ آنے نے مارا

۲۳۶۔ نیاز : (متوفی ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء)

تخلص[۲] مولانا نیاز احمد بریلوی خلفاء مولانا فخر الدین دہلوی سے ہے۔ منہ

---

[۱] ریاض الفردوس ۹۹، ترجمہ گلشن بے خار ندارد، مجموعۂ نغز تکملہ ۴۰۹

[۲] ریاض الفردوس ۹۹ غزل ۹۸ ترجمہ گلشن بے خار ۲۲۳ مجموعۂ نغز ۲۶۸

ہجر کی جو مصیبتیں عرض ہوں اس کے رُو برُو
ناز و ادا سے مُسکرا ، کہنے لگا جو ہو سو ہو

چادر سے موج کے نہ چھپے چہرہ آب کا
برقع حباب کا نہ ہو برقع حباب کا
اپنا ہے کچھ تصرف اوہام ہی کہ ہم
چہرہ پہ حق کے پاتے ہیں پردہ نقاب کا
آنکھیں مندی ہوئی ہوں تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا
کس کام کی یہ ہستی موہوم کائنات
سیراب کب کرے تجھے دھوکا سراب کا
اپنا حجاب آپ ہے تُو اے میاں نیاز
اُٹھنے میں تیرے ہوتا ہے اُٹھنا حجاب کا

۲۳۷۔ نیّر : (متوفی ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۵ء)
تخلص نواب ضیاء الدین احمد خاں دہلوی شاگرد مرزا اسد اللہ خاں غالب
کا ہے۔ منہ

لہ ریاض الفردوس ۹۹ غزل ۶۵ ، نیز دیکھیے جلوہ صحیفہ زرین نیر درخشاں
طبع ۱۵ ۱۹ء ص ۱۷۰ ،
تفصیل حالات کے لیے دیکھیے تلامذہ غالب از مالک رام

آنکھوں میں بُوالہوس کے کھٹکتا ہوں مثل خار
احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسم زار کا

مے کے گرنے کا ہے خیال ہمیں
ساقیا لیجیو سنبھال ہمیں

شب نہ آئے جو اپنے وعدے پر
گزرے کیا کیا نہ احتمال ہمیں

تیرے غصّے نے ایک دم میں کیا
مردۂ صد ہزار سال ہمیں

دل میں مضمر ہیں معنی باقی
کسی صورت نہیں زوال ہمیں

طالع بد سے نیستر رخشاں،
اپنے ہی گھر میں ہے وبال ہمیں

۲۳۸۔ **والہ:** تخلص[1] مرحمت خاں کشمیری نژاد دہلوی مولد لکھنوی مسکن ہے۔ منہ

ہے عیاں جلوہ ترا انسان کی تصویر سے
صورت معنی ہوں ظاہر لفظ کی تحریر سے

---

[1] ریاض الفردوس ۹۹، ترجمہ گلشن بے خار ۳۲۴، مجموعہ نغز ۲۹۲،

۲۲۹- وحشت : (متوفی بعد ۱۸۵۷ء)
تخلص[1] غلام علی خاں مراد آبادی شاگرد مومن خاں کا ہے ۔ منہ

بسکہ رنج افزائے طبع نازک جاناں نہیں
آسماں پر ہے دماغ اس آہِ بے تاثیر کا

گرم غم خانہ ہے اتنا آہ آتش بار سے
بھاگتی ہے دھوپ میرے سایۂ دیوار سے

جلوۂ جاناں کہاں مجھ کو نصیب اے بوالہوس
حیرت آئے ہے ہجوم حسرت دیدار سے

دشمنوں کو بھی ہوا شوق شہادت ان دنوں
اڑ گئی ہے آب کیا ظالم تری تلوار سے

بے تکلف آئے وہ بہر تماشا وقت نزع
کام آساں ہو گیا یاں مردن دشوار سے

نازِ دشوخی دیکھنا کرتا ہے صرف بزم سو ر
وہ ستمگر لے کے میرا خوں بہا اغیار سے

نازکی سے کب ہے طاقت ناتوانی دیکھنا
جان آتی ہے نگاہ نرگس بیمار سے

دیکھیں کیا سوئے بہشت آنکھیں مری
اٹ رہی ہیں خاک کوئے یار سے

---

[1] ریاض الفردوس ۹۹ غزل انتساب مشتبہ ہے ص ۶۹ مجمع الاشعار میں دو غزلیں وحشت کے نام سے ہیں ۔ کلب علیخاں فائق مومن ص ۱۵۸ مفصل حالات لکھتے ہیں ۔

کیوں نہ باطل سمجھیں اقرار وفا
ہجر ٹپکے ہے تری گفتار سے
خط کے آنے سے گئی شرم سخن
آئینہ طوطی ہوا زنگار سے

۲۴۰۔ **وزیر** : (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء)
تخلص خواجہ[1] وزیر لکھنوی شاگرد شیخ امام بخش ناسخ کا ہے۔ منہ
سے چشم نیم باز، عجب خواب ناز ہے
فتنہ تو سو رہا ہے در فتنہ باز ہے

قطعہ

دیکھا[2] تھا یہ خواب اُن کی نگہ نے کیا زخمی
اور حلقہ بنا گیسوئے پرتاب کا پھاہا
حسرت ہے کہ پھر طالع بیدار سلادے
پھر زخم لگے پھر وہ لگے خواب کا پھاہا

---

[1] ریاض الفردوس ۹۹ ترجمہ بے شمارہ ۳۲۸، قطعہ کے لیے ریاض الفردوس ص ۱۰۱ دیکھیے
[2] یہ قطعہ ایک طویل غزل کا جزو ہے، مطلع ہے ؎
گردش میں ہے داغ دل بیتاب کا پھاہا   گرداب بنا چشمۂ سیماب کا پھاہا
محمد حسین خاں نے پہلے شعر کا دوسرا مصرعہ لکھا ہے: "کہ در حلقہ بنا گیسوئے پرتاب کا پھاہا"
لیکن دفتر فصاحت طبع اول میں ہے: "اور حلقہ ہوا ---" اسی طرح دوسرے شعر کا پہلا
مصرعہ دیوان میں ہے: "حسرت ہے کہ پھر طالع بیدار سلادے" ریاض الفردوس میں "سلادیں" ہے۔

۲۴۱۔ ولی: (متوفی ۱۱۱۹ھ/ ۱۷۰۷ء)

تخلص[1] زمانِ عالم گیر میں ایک شخص تھا کہ بقول راجح ابتدا شعرِ اُردو اسی سے ہے۔ منہ

دو رنگی سے تری اے سروِ رعنا
کبھی راضی کبھی بیزار ہیں ہم

دل لگا یار سے اس دل کا چھڑانا مشکل
عشق کا زخم لگا اس کا سلانا مشکل
حُسن بھی دامِ بلا زلف ہیں دو کالے ناگ
جس تئیں ناگ ڈسے اس کا جلانا مشکل
آتشِ عشق نے بہتوں کا کیا خانہ خراب
آگ دریا کو لگے اس کا بجھانا مشکل
عمر جو یاد میں گزرے سو غنیمت سمجھو
سو گیا عیش میں پھر اس کا جگانا مشکل

---

[1] ریاض الفردوس ۹۹ غزل ۶۰، اس سے پہلے شمس کے ذیل (ص ۱۰۱) میں کچھ معروضات سرسری طور پہ بیان کر چکا ہوں، اس وقت میرے سامنے نصیر الدین ہاشمی کی کتاب "یورپ میں دکنی مخطوطات" کا صفحہ ۸۲ ہے جس میں نام کی بحث ہے اور مخطوطات کلام ولی کی تفصیل ہے۔ ترجمہ گلشن بے خار ۳۲۹ مجموعۂ نغز ۲۹۶، محمد ولی نام لکھتے اور اُردو کا پہلا شاعر قرار دیتے ہیں۔ محمد حسین خاں نے شیفتہ اور شیفتہ نے قاسم کی عبارت کا خلاصہ لکھا ہے۔

راز مخفی دلی، ظاہر نہ کسو سے کرنا
ہاتھ سے بات گئی اس کا پھر آنا مشکل

۲۴۲- وہبی : تخلص[1]، شعرائے شاہ جہان پور سے ہے۔ منہ
منع ہرگز نہ کرو عشق سے دیوانے کو
باز رکھتا ہے کوئی جلنے سے پروانے کو

۲۴۳- ہاشمی : تخلص[2] میر محمد ہاشم لکھنوی شاگرد مرزا محمد رفیع سوداؔ کا ہے۔ منہ
میرا سو بار اس تک نامۂ پُر آرزو پہنچے
ادھر سے پر جواب صاف پہنچا جب کبھو پہنچا

۲۴۴- ہدایت : تخلص[3] ہدایت اللہ خاں دہلوی شاگرد خواجہ میر دردؔ کا ہے۔ منہ
نہ رحم اس کے ہے جی میں، نہ دل میں اپنے صبر
ہماری گزرے گی کیوں کر، الٰہی کیسا ہوئے گا

---

[1] ریاض الفردوس ۹۹ گلشن بے خار۔ مجموعۂ نغز ندارد
[2] ریاض الفردوس ۱۰۰ ترجمہ گلشن بے خار ۱۳۲ مجموعۂ نغز ۳۱۶
[3] ریاض الفردوس ۱۰۰ غزل ص ۶۰ ترجمہ گلشن بے خار ۱۳۲ مجموعۂ نغز ۳۱۷۔
مقدمہ دیوان درد از خلیل الرحمٰن داؤدی طبع مجلس ترقی ادب لاہور

ہیں خطِ تقدیر سے تحریر سب پیشانیاں
پیش آتی ہیں وہی باتیں جو ہیں پیش آنیاں
غیر نے باتیں جو کہیں تُو نے وہ سب ہیں مانیاں
اور ہم سے تیری اسے لالے یہ نافرمانیاں
دیکھ صورت کو تری آئینہ سا میں رہ گیا
چشم تھی حیرت زدہ جو دیدۂ قُربانیاں
بے نصیبوں سے نہ پہنچے منزلِ مقصود کو
خاک راہ دشت صحرا ہم نے کیا کیا چھانیاں
کھینچ سکتا ہے مصوّر یہ کوئی ناز و ادا
مانی و بہزاد نے بھی تیری آنیں مانیاں
گاہ گریاں گاہ نالاں گاہ خنداں گہ خمُش
ہم دِوانوں کی ہیں باتیں سب سے کچھ دیوانیاں
میرے ہی سرکی قسم تجھ کو ہدایت سچ بتا
کس سے سیکھی چشم تیری یہ گہرافشانیاں

۲۴۵۔ ہمزہ: تخلص[۱] شاہ ہمزہ دہلوی مولد عظیم آبادی مسکن زمرہ درویشوں سے ہے۔ منہ

ہائے کس کس کے تئیں بیٹھ کے ہم یاد کریں
غم مجنوں کریں یا ماتم فرہاد کریں

---

[۱] ریاض الفردوس ۱۰۰ ترجمہ گلشن بے خار ۳۴۳

۲۴۶- ہوس : (متوفی ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۵ء)
تخلص[1] مرزا محمد تقی خاں شاگرد مصحفی، ممتاز شعرائے لکھنو سے ہے۔

منہ

نزع میں ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا
آئی ہچکی تو کہا اُس نے ہمیں یاد کیا

تُو نے رعنائی قامت جو دکھائی مجھ کو
روشِ سروِ چمن پھر نہ خوش آئی مجھ کو
ہاتھ سے آبلہ پائی کے تنگ آیا ہوں
کوچۂ یار تلک کب ہو رسائی مجھ کو

---

[1] ریاض الفردوس ۱۰۰ غزل ص ۶۲ ترجمہ گلشن بے خار ۳۳۵، میرے پاس ایک قدیم کلیات ہوس تھا جو ضائع ہو گیا۔ اس کے نوٹ موجود ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے غزلیں تھیں اور پہلی غزل تھی:

... معنی میں نے جب کاغذ پہ زر افشاں کیا
مطلع صبح قیامت مطلع دیواں کیا

غزلیات کے بعد ۲۶- رباعیاں، پھر ۸ مخمس، ایک ترکیب بند، پھر مثنوی لیلیٰ مجنوں جس میں نواب سعادت علی خاں کی مدح ہے۔ پھر کلیات مراثی اور فالنامہ، آیات اور سورتوں کے تراجم منظوم تھے۔ ہوس کی مثنوی لیلیٰ مجنوں چھپ چکی ہے۔ میرے پاس ایک کتابچہ ہے جس کا نام ہے "ہوس اور غالب" اس مطبوعہ رسالے میں ہوس کے اشعار کا غالب کے اشعار سے مقابلہ کیا گیا ہے۔

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن
جان منظور نہیں تیری جدائی مجھ کو

بارغِ ہستی کی دہیں سُوجھ گئی کیفیت
مئے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھ کو

نہ ہوئی غم سے کسی طرح رہائی ہیہات
وصل کے دن بھی رہا خوفِ جدائی مجھ کو

بیٹھ کر کیا مرے پہلو سے گیا اُٹھ وہ ہوس
فتنہ برپا ہوا آفت نظر آئی مجھ کو

۲۴۷۔ **یاد** : تخلص[1] میر غلام حسین دہلوی شاگرد ثنا۔ اللہ خاں فراقؔ کا ہے۔ منہ

ہے کون جو ہو ابروئے خمدار کے آگے
رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

۲۴۸۔ **یقین** : (متوفی ۱۱۶۹ھ/۵۶-۱۷۵۵ء)
تخلص[2] انعام اللہ خاں دہلوی شاگرد مرزا مظہر جان جاناں کا ہے۔ منہ

---

[1] ریاض الفردوس ۱۰۰ ترجمہ گلشن بے خار ۳۳۴ مجموعۂ نغز ۳۵۳، کسی قدر مفید تفصیل ہے۔

[2] ریاض الفردوس ۱۰۰ غزل ۵۸ ترجمہ گلشن بے خار ۳۳۷ مجموعہ نغز ۳۵۵، دیوان چھپ چکا ہے، میرے پاس ہے۔

اتنا کوئی جہاں میں کبھو بے وفا نہ تھا
ملتے ہی تیرے مجھ سے یہ دل آشنا نہ تھا

دیکھے جو میرے یار کی صورت
پھر نہ دیکھے بہار کی صورت
جب سے آیا ہے اس کے رُخ پر خط
ہے عجب [کچھ] نگار کی صورت
برق دیکھی ہو جس نے وہ جانے
مجھ دل بے قرار کی صورت
جاگنا شب کا تم چھُپاؤ لاکھ
نہیں چھُپتی خمار کی صورت
رنگ گل سے یقیں زیادہ ہے
تیرے اس گلعذار کی صورت

۲۴۹۔ یکرنگ : (قبل ۱۱۶۵ھ / ۱۷۵۲ء)
تخلص[1] مصطفیٰ خاں دہلوی، شاگرد مرزا مظہر کا ہے۔ منہ
کیوں ہوئے ہو تم، کہو دشمن ہمارے اس قدر
دوست کا ہوتا ہے دشمن کوئی پیارے اس قدر

---

[1] ریاض الفردوس ۱۰۰، ترجمہ گلشن بے خار ۳۲۸، مجموعۂ نغز ۳۶۷۔
غلام مصطفیٰ خاں نام درج ہے۔ ضمیمہ مخزن نکات ۲۲۸۔

۲۵۰۔ یمینی : تخلص[1] خلیفہ عبدالرزاق شعرائے شاہجہاں آباد سے ہے، منہ

لخت دل آنکھوں میں آ، حسرت کیے مارے رہ گئے
یہ مسافر رات دریا کے کنارے رہ گئے[2]

مراجع

۱۔ تذکرہ طبقات الشعرا : قدرت اللہ شوق۔ طبع مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۸ء

۲۔ تلخیص تذکرہ سراپا سخن : مرتبہ ڈاکٹر سید سلیمان حسین طبع لکھنؤ سنہ ندارد۔

۳۔ تذکرہ شاعرات اُردو : مؤلف محمد جمیل احمد۔ قومی کتب خانہ بریلی ۱۹۴۴ء

خاکسار :
فاضل لکھنوی
۲۰ مارچ ۱۹۶۸ء

---

[1] ریاض الفردوس ۱۰۰ ۔ گلشن بے خار و مجموعۂ نغز ندارد۔ غالباً انہی نے سہ نثر ظہوری کی شرح بھی لکھی ہے۔ دلی کے مدرسین میں تھے۔

[2] اس شعر پر ریاض الفردوس حصہ سوم کی "فصل پانچویں تذکرۂ شعرائے متقدمین و متاخرین" ختم ہوا، صفحہ ۱۰۰۔

ہماری جدید مطبوعات

کلیاتِ غالب (فارسی) مقدمہ غلام رسول مہر ۲۰/-

تاریخِ ادبِ اُردو از رام بابو سکسینہ مترجم مرزا محمد عسکری
تصحیح مرتضیٰ حسین فاضل ۔ سفید کاغذ ۱۸/- نیوز کاغذ ۱۰/-

رُوح المطالب فی شرح دیوانِ غالب از شاداں بلگرامی مرحوم
سفید کاغذ ۱۵/- نیوز کاغذ ۱۲/-

مثنویاتِ حالی مقدمہ مرتضیٰ حسین فاضل ۶/-

سرُودِ غالب : یوسف بخاری دہلوی؛ خاتمہ و روشنی مرتضیٰ حسین فاضل
سفید کاغذ ۱۵/- نیوز کاغذ ۱۲/-

تذکرہ ریاض الفردوس از محمد حسین خان۔ ترتیب و حواشی مرتضیٰ حسین فاضل
سفید کاغذ ۴/۵۰

دیوانِ حافظ : طبع دوم، آرٹ پیپر ۱۰/-، سفید کاغذ ۶/-

مکمل فہرست کتب "بیانِ ادب" طلب فرمائیے

اس کے علاوہ

کتب مطبوعہ بھارت، ایران، ممالک مشرقِ وسطیٰ
بزبان اُردو، فارسی، عربی بھی دستیاب ہیں ۔

شیخ مبارک علی ناشر و تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور